بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

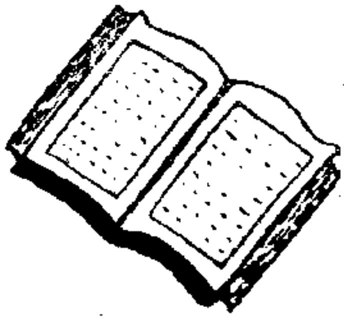

فون ۶۹۲

الفرقان

خصوصی نمبر

"مذاہب عالم پر نظر"

فروری ۱۹۷۵ء

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

سالانہ اشتراک

پاکستان — دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — اڑھائی پونڈ
بیرونی ممالک بحری ڈاک — سوا پونڈ
اس پرچہ کی قیمت — ایک روپیہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

محترم جناب سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی مرحوم سے گفتگو فرما رہے ہیں۔

یہ فوٹو مسجد اقصیٰ ربوہ کی تعمیر کی بنیاد رکھنے کے وقت لیا گیا تھا بانی مرحوم کے مختصر حالات ٹائیٹل کے صفحہ آخر پر ملاحظہ فرمائیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلحاء و اولیاء کا زریں اصل

کہ کس بنظرِ یار صدیقے نہ شد

تا بنظرِ غیر زندیقے نہ شد

ماہنامہ الفرقان ربوہ

جلد ۲۵ —— شمارہ ۲

فروری ۱۹۷۵ء

محرم الحرام / صفر المظفر ۱۳۹۵ھ

تبلیغ ۱۳۵۴ ہجری شمسی

مدیر مسئول

ابو العطاء جالندھری

مجلس تحریر

صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ربوہ

خان بشیر احمد صاحب رفیق - لندن

مولوی دوست محمد صاحب شاہد - ربوہ

مولوی عطاء المجیب صاحب راشد - جاپان

قیمت

ایک روپیہ

الفہرست

• پاکستان کے تازہ حالات پر ایک نظر	ایڈیٹر	۲
• سالِ نو (نظم)	جناب چوہدری شبیر احمد صاحب	۵
• چٹھی "بچھڑے بھائی" کا جواب باصواب	جناب سید احمد علی صاحب	۶
• البیان - (سورۃ انعام ع کا سلیس ترجمہ و مختصر تفسیر)	ابو العطاء	۹
• درس الحدیث (کلمہ پڑھنے والا شخص مسلمان ہوتا ہے)	"	۱۲
• ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	ماخوذ	۱۳
• کوئی منزل بھی ہماری آخری منزل نہیں (نظم)	جناب چوہدری عبدالسلام صاحب اختر	۱۴
• قرآن پاک - انسانی نسل کا منشور (نظم)	جناب آفتاب احمد صاحب بسمل	۱۵
• ربوہ میں مسجد اقصٰی کو دیکھ کر (نظم)	جناب امین اللہ خان صاحب سالک	۱۶
• جماعت احمدیہ کے عقائد (ایک دلچسپ مکالمہ)	ابو العطاء	۱۷
• اب امام مہدی کا کیا بنے گا؟ (ایک اہم اقتباس)		۲۴
• قرآن حکیم اور معجزہ ید بیضا	جناب شیخ عبدالقادر صاحب	۲۵
• آپ سے بڑھ کر نہیں کوئی بھی پیارا مجھ کو (نظم)	جناب مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری	۲۹
• مکتوب برطانیہ	جناب خان بشیر احمد صاحب رفیق لندن	۳۰
• کتاب اللہ کا فیصلہ	جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد	۳۷
• آزاد ہیں قرآن کے پیمانوں سے (نظم)	جناب چوہدری علی محمد صاحب سرور	۳۸
• سنگ و آہن (نظم)	جناب مولوی نسیم سیفی صاحب	۳۹
• دیکھتے جاؤ..... (نظم)	جناب مولوی محمد شفیع صاحب اشرف انڈونیشیا	۴۰
• شذرات	ایڈیٹر	۴۱
• اقتباسات	مرسلہ جناب محمود احمد صاحب عشرت	۴۶

اداریہ

پاکستان کے تازہ حالات پر ایک نظر

ہمارے وطن عزیز میں قریباً آٹھ ماہ سے ایسے حالات پیدا ہو چکے ہیں جو ہر محب وطن پاکستانی کے لئے تشویش و پریشانی کا باعث ہیں۔ چند واقعات یہ ہیں:-

(۱) پہلے تو علماء اور دوسرے مخالفین حکومت نے جماعت احمدیہ کی مخالفت کے نام سے ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی۔ سازش کے مطابق آخر مئی ۱۹۷۴ء سے یہ ہنگامے شروع ہوئے۔ لاقانونیت کا دور دورہ رہا۔ دکانیں لوٹی گئیں۔ جلائی گئیں اور پرامن شہریوں کو ظالمانہ طور پر قتل کیا گیا۔ ان دنوں احمدی زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا کے مصداق تھے۔ اُن کی نگاہیں آسمان پر تھیں اور وہ خدائی نصرت کے طلب گار تھے۔

صوبائی وزیر قانون سردار صغیر احمد نے ضلع سرگودھا میں ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"حزب اختلاف کے لیڈروں نے ہندوستان اور افغانستان کی سازش کے تحت پاکستان کو ختم کرنے کے لئے از حد حساس قادیانی مسئلہ کو ہوا دی۔ حزب اختلاف کے لیڈر مثلاً ولی خان، مفتی محمود، اصغر خان اور مولانا مودودی قادیانی مسئلہ کے حل کیلئے مخلص نہ تھے بلکہ عوامی حکومت کا تختہ اُلٹنے اور پاکستان کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے انہوں نے اس مسئلہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ وزیر اعظم بھٹو نے اس مسئلہ کو عوامی خواہشات کے مطابق حل کیا اور اس طرح حزب اختلاف کی جھوٹی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ حزب اختلاف کے انہی لیڈروں نے عوام کے مذہبی جذبات سے کھیلتے ہوئے خواجہ ناظم الدین کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کی سازش کی تھی۔ عوام کو وطن دشمن عناصر کی سرگرمیوں سے ہوشیار رہتے ہوئے اور عوامی حکومت سے تعاون کرتے ہوئے حزب اختلاف کے مذموم منصوبوں کو ناکام بنا دینا چاہیئے۔" (پاکستان ٹائمز لاہور ۸ فروری ۱۹۷۵ء)

اس رپورٹ کے ابتدائی انگریزی الفاظ خاص توجہ طلب ہیں۔ وزیر موصوف نے کہا:-

"The highly sensitive Qadiani issue was inflamed by the opposition leaders under a conspiracy hatched by India and Afghanistan to undo Pakistan."

(۲) پاکستان کو برباد کرنے والی اس سازش کا جواب یہ دیا گیا کہ حکومت کی طرف سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھنے والی۔ دنیا بھر میں اسلام کی تبلیغ کرنے والی اور اکناف عالم میں قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر شائع کرنے والی جماعت احمدیہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا اور سمجھا یہ گیا کہ اس طرح ہم افغانستان اور ہندوستان کی سازش کو ناکام بنا دیں گے۔

جماعت کے سب افراد نے ایک طرف تو اپنے امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ کے ارشاد کی تعمیل میں نہایت امن پسندی، تحمل، اور صبر و حوصلہ کا اظہار کیا جس پر دشمن حیران و ششدر رہ گئے۔ اور دوسری طرف اشاعت اسلام کی اپنی بھرپور ذمہ داریوں کو حسب سابق اپنی جانی و مالی قربانیوں کے ذریعہ خاموشی سے پورا کرتے رہے اور کرتے جا رہے ہیں۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ!

(۳) آخر دسمبر ۱۹۷۴ء میں حسب دستور جماعت احمدیہ کا مذہبی سالانہ جلسہ پوری شان و شوکت سے اس کے مرکز ربوہ میں ہوا۔ امریکہ اور یورپ کے ممالک کے علاوہ انڈونیشیا اور جاپان تک سے مخلصین و محققین نے جلسہ میں شمولیت کی۔ ایک لاکھ کے قریب جلسہ کی حاضری تھی جلسہ کے متعلق ہمارے گزشتہ شمارہ میں ملکی روزناموں کی رپورٹوں کا ایک حصہ شائع ہو چکا ہے۔ ۲۸ دسمبر کو جا رہیے اسلام کی ترقی و غلبہ اور پاکستان کی بہتری کے لئے عاجزانہ اور درد مندانہ پرسوز دعاؤں کے ساتھ جلسہ سالانہ ختم ہوا اور نئے نورانی جذبات اور پختہ عزائم لے کر ہمارے بھائی اور بہنیں اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ وہ سب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی نصیحت کے مطابق سفر و حضر میں دعاؤں میں مصروف جا رہے تھے۔ کان اللہ معھم فی کل حل و ترحال۔ آمین!

(۴) اسی روز شام ساڑھے پانچ بجے کے قریب ملک بھر میں زلزلے کے شدید جھٹکے محسوس ہوتے۔ ضلع سوات اور ضلع ہزارہ میں اتنا شدید۔ خوفناک اور ہولناک زلزلہ آیا جسے سب لوگوں نے قیامت خیز زلزلہ قرار دیا۔ ہزاروں لوگ جاں بحق ہوگئے اور بے شمار زخمی ہوئے۔ بے اندازہ مکانات تباہ ہوگئے۔ اس کے بعد ہندوستان کے شمالی حصہ میں چلیں۔ ترکی اور امریکہ کے بعض حصوں میں بھی زلزلے آئے اور ابھی تک زلزلوں کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ پاکستان کے شدید ترین زلزلہ نے تو علاقہ بھر کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے۔ ساری دنیا نے ہمارے وزیراعظم کی دردمندانہ اپیل پر بے اندازہ بربادی کے باعث مصیبت زدہ لوگوں کے لئے بکثرت امدادی سامان اور نقد رقوم بھجوائی ہیں۔ جماعت احمدیہ نے بھی تیس ہزار روپیہ کی رقم پہلی قسط کے طور پر پیش کی۔

(۵) ماہ جنوری ۱۹۷۵ء کے آخری حصہ میں علماء اور دینی اخبارات و رسائل نے پھر بزور طور پر احمدی افراد کے خلاف ہنگامہ آرائی، ایذا رسانی اور سوشل بائیکاٹ کی تحریک چلانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے گویا یہ لوگ پھر ایک بار اور پاکستان کی بربادی کی سکیم پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں خَیَّبَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَسْعَاھُمْ۔

(۶) فروری ۱۹۷۵ء کی سات تاریخ کو ملک میں تخریبی کارروائیوں کی ایک شدید ترین صورت یہ ظاہر ہوئی کہ بم کے ذریعہ پشاور یونیورسٹی میں تقریر کرتے ہوئے صوبہ سرحد کے وزیر داخلہ جناب حیات محمد خان شیرپاؤ مرحوم کو بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔ اس سے ملک پر اور خاص طور پر حکمران پیپلز پارٹی پر ایک شدید زلزلہ آیا۔ جناب شیرپاؤ وزیراعظم کے دست راست تھے۔ ہمارے وزیراعظم جناب بھٹو اپنے دورۂ امریکہ کو ادھورا چھوڑ کر فوراً وطن پہنچ گئے ہیں۔ نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ عبدالولی خاں اور دوسرے قابل ذکر لیڈر گرفتار کئے جا چکے ہیں نیشنل عوامی پارٹی کو خلاف قانون قرار دیا جا چکا ہے پارٹی کے سرمایہ اور جائیداد کو ضبط کر لیا گیا ہے۔ تخریب کاروں کے خلاف ملک میں شدید ردعمل جاری ہے۔ مقدمات کا ایک طولانی سلسلہ شروع ہے اور ابھی نہیں کہا جا سکتا کہ مستقبل قریب میں کیا ہونے والا ہے؟

(۷) ہم نے اپنے عزیز ملک کے آٹھ ماہ کے حالات پر سرسری سا تبصرہ کیا ہے۔ ہمارے دل زخمی ہیں اور ہم دردمندانہ طور پر بارگاہ رب العزت

میں دعائیں کر رہے ہیں کہ اے ہمارے رب! تو نے محض اپنے فضل سے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو یہ آزاد مملکت بخشی ہے۔ اس کے لئے ہم سب مسلمانوں نے بہت سی قربانیاں بھی دی ہیں۔ تو خود ہم پر رحم فرما۔ اس ملک کو استحکام اور سالمیت عطا فرما۔ اور اس کے سب باشندوں کو عقل اور سمجھ سے کام کرنے کی توفیق بخش! تو ہم ناتوان اور دنیاوی طور پر بے سہارا احمدیوں پر رحم فرما کر ہماری حفاظت فرما اور ہمیں دینِ اسلام کے پرچم کو بلند سے بلند تر کرنے کی سعادت بخش! اور اس ملک کو اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا مرکز بنا! اَللّٰھُمَّ اٰمِین یَا ربَّ العالمین!

۱۲ر فروری ۱۹۷۵ء (ابوالعطاء)

ایمان افروز حکیمانہ کلمات

• "اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو • دنیا ہزار بلاؤں کی جگہ ہے • توکّل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے • آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا • قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے • جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے • کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو • کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو • نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو • کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچتا جو تقویٰ سے خالی ہو • ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے • زمین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے • تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو • تم گالیاں سنو اور شکر کرو • ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو • تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے • جو (خدا) کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے • (مسیح) کو مرنے دو تا دین زندہ ہو • خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اس کے موافق تم سے معاملہ کرے گا • گناہ ایک زہر ہے اس کو مت کھاؤ • خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو • جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے • جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اس نے نیکوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو • جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔"

(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب "کشتی نوح" سے ماخوذ)

مرسلہ۔ جاوید اوجلوی

سالِ نَو

محترم جناب چوہدری شبیر احمد صاحب واقفِ زندگی

اِک نئے انداز سے پھر جلوہ گر ہے سالِ نَو
اپنے دامن میں لئے شمس و قمر ہے سالِ نَو

ہم نے آنکھوں میں جو کاٹی ہے بصد کرب و بلا
اُس شبِ دیجور کی خوش کُن سحر ہے سالِ نَو

کربلا کے مرحلہ اور آتشِ نمرود سے
ہم گزر کر آئے ہیں اور دیدہ ور ہے سالِ نَو

پے بہ پے ظلم و ستم سہہ کر بھی ہے لب پر دُعا
مومنوں کے صبر کا شیریں ثمر ہے سالِ نَو

کھیتیاں عشق و وفا کی خون سے سینچی گئیں
داستانِ خونچکاں سے بہرہ ور ہے سالِ نَو

اِمتحاں کے طور پر آئی تھی اِک بادِ سموم
اب بہارِ جاوداں کی راہ گزر ہے سالِ نَو

ہم امینِ حق ہیں مستقبل ہمارا تابناک
بالیقین گنجینۂ لعل و گہر ہے سالِ نَو

میں تری تبلیغ کو پھیلاؤں گا چاروں طرف
وعدہ ہائے آسماں سے باخبر ہے سالِ نَو

ہے قرآن سے عیاں شبیر بہرِ عارفاں
غلبۂ اسلام کا پیغام بر ہے سالِ نَو

چِٹھی بچھڑے بھائی[1] کا جوابِ باصواب

جناب حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف! آپ کی مطبوعہ چٹھی جو آپ نے بذریعہ ڈاک احباب جماعت احمدیہ کو جگہ جگہ ارسال کی ہے اس کے جواب میں آپ بھی ان معروضات پر غور فرمائیں!

(۱) مکرم حکیم صاحب! نجات حقیقی دراصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں مرکوز ہے جن کی پیشگوئیوں کے مطابق امام مہدی و عیسیٰؑ نبی اللہ کا نزول لازمی اور ان پر ایمان ضروری قرار دیا گیا ہے۔ بصورت انکار۔ نہ ماننے والوں کی موت کو جاہلیت کی موت اور ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر کہا گیا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب خدائی نصرت اور بے شمار تائیدات اور زمینی و آسمانی نشانوں کے باوجود موعود وجود اور دعویٰ میں صادق نہیں تو اس سے (نعوذ باللہ) قرآن و حدیث کی تکذیب لازم آتی ہے اور اگر حضرت امام مہدی و عیسیٰؑ نبی اللہ کا نزول آئندہ کسی وقت ہونے والا ہے تو بھی آپ لوگوں کی کشتی منجدھار میں ہے کیونکہ:—

(۲) اگر پرانے نبی حضرت عیسیٰؑ (وفات یافتہ) زندہ ہو کر آجائیں تو پاکستان کا موجودہ آئین ان کی آمد میں روک ہوگا اور ان کو ماننے والے غیر مسلم قرار دیئے جائیں گے۔ بقول آپ کے خواہ ان کی نبوت پرانی ہو یا "کسی بھی نوعیت اور کسی بھی مفہوم کی نبوت ہو" حالانکہ حدیث (مسلم۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد اور مشکوٰۃ وغیرہ) میں آنے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح لفظوں میں چار بار "نبی اللہ" کے لفظوں سے یاد فرمایا ہے مگر آئین پاکستان میں اس کا حل کیا ہوگا؟

(۳) اگر یہ کہا جائے کہ تمام فرقوں کے علماء اور عوام کی خواہش کے مطابق اسمبلی میں حیات و وفات مسیح ناصریؑ کا بھی پرانا مسئلہ حل کر دیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اس لئے وہ اب نہیں آسکتے۔ تو کیا اس سے تمام مسلمان قرآن مجید اور بخاری و مسلم وغیرہ احادیث نبویہ کے منکر قرار نہیں پا گئے جن میں امام مہدیؑ و مسیحؑ نبی اللہ یا مذہبی مصلح و ریفارمر اور ہر صدی کے سر پر مجدد کے آنے کی خبر دے کر ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے؟ اور جن کی آمد کا سنی و شیعہ مسلمان شدت سے اب تک انتظار کر رہے ہیں؟

(۴) پہلے تو قرآن کریم کا یہ حکم تھا کہ تمام خدا کے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کو ماننا لازمی ہے۔ "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لہ الفرقان: حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف کے کتابچہ "قادیانیوں سے چند خطاب" کا جواب احباب آئندہ شمارہ میں مطالعہ فرمائیں — ابوالعطاء۔

بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ (نساء ع ۲۱)

کہ جو لوگ اللہ اور اس کے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور انہوں نے ان رسولوں میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کی۔ وہ لوگ ایسے ہیں کہ وہ انہیں عنقریب ان کے اجر دے گا۔" مگر حکیم عبدالرحیم صاحب اشرف کی چٹھی بین علمائے پاکستان کا ایک نیا بین الاقوامی اصول یہ ہے کہ ہر وہ شخص جو منجانب اللہ نبی ہونے کا مدعی ہو مطلق اسے اپنا پیشوا تسلیم کرلینا اس کی امت میں شامل اور اس سے پہلے جس نبی کو تسلیم کیا گیا تھا اس کی امت سے خارج ہونے کے لئے کافی ہے۔ یحییٰؑ یعقوبؑ۔ داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ لوطؑ۔ نوحؑ۔ ہودؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ اور امام الانبیاء سید الثقلین حضرت محمد مصطفیٰ۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کی حیثیت یکساں ہے۔" از چٹھی "بچھڑے بھائی")

گویا ہر نبی کی الگ امت ہوتی ہے یہ دعویٰ بالکل بے ثبوت ہے۔ اس خود تراشیدہ اصول سے یہ ماننا پڑے گا کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد آنے والے ہزاروں نبیوں (حضرت داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ زکریاؑ۔ یحییٰؑ وغیرہ) کو ان کے زمانہ میں ماننے والے تمام لوگ صاحب شریعت نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین سے خارج ہو جایا کرتے تھے (العیاذ باللہ) کیا اشرف صاحب بتا سکتے ہیں کہ حضرت ہارونؑ کی کونسی علیحدہ امت تھی؟

(۵) ہمارے نزدیک پاکستان کی اسمبلی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کی یہ مشہور حدیث بھی قابل غور ہے جس پر شیعہ و سنی سب متفق ہیں کہ:-

"میری امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے ان میں سے صرف ایک ناجی ہوگا باقی ۷۲ دوزخی ہوں گے۔"

اب تک ہر ایک فرقہ اپنے آپ کو ناجی اور دوسروں کو دوزخی بتاتا تھا۔ قومی اسمبلی کے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء والے فیصلہ پر "نوائے وقت" نے لکھا ہے کہ:-

"قادیانی فرقہ کو چھوڑ کر جو بھی بہتر فرقے مسلمانوں کے بتائے جاتے ہیں سب کے سب اس مسئلہ کے اس حل پر متفق اور خوش ہیں۔" (نوائے وقت ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۴ء)

کیا یہ بیان خود راہ ہدایت پیش نہیں کرتا؟

(۶) ختم نبوت کے صحیح اور مکمل معنوں کے لئے بزرگان دین کے مندرجہ ذیل حوالہ جات بہت واضح ہیں:-

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ (تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ ۔ تکملہ مجمع بحار الانوار صفحہ ۸۵)

(۲) امام محمد طاہر گجراتی رحؒ (تکملہ مجمع بحار الانوار صفحہ ۸۵)

(۳) رئیس الصوفیاء شیخ محی الدین ابن عربی رحؒ (فتوحات مکیہ۔ جلد ۲)

(۴) امام سید عبدالوہاب شعرانی رحؒ (الیواقیت والجواہر۔ جلد ۲)

(۵) عارف ربانی امام سید عبدالکریم جیلانی رحؒ (الانسان الکامل)

(۶) شارح مشکوٰۃ حضرت امام ملّا علی القاری رحؒ حنفی (موضوعات کبیر وغیرہ)

(۷) ابوالحسنات مولانا عبدالحی لکھنویؒ سنّی (اثر ابن عباس۔ الحصن الحصین۔ حاشیہ ص۲۴۸)

(۸) فرقہ اشعریہ (تفسیر بیضاوی ص۲۸۲ و حجج الکرامۃ ص۱۲۵)

(۹) فرقہ المنصوریۃ (التعریفات۔ ص۲۱۵)

(۱۰) بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ سنّی (تحذیر الناس و مناظرہ عجیبیہ وغیرہ)

(۱۱) امام جلال الدین سیوطی رحؒ مجدد (تفسیر اتقان جلد ۲۔ حجج الکرامۃ ص۲۲۶-۲۳۱)

(۱۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ مجدد (تفہیمات ص۵۳)

(۱۳) نواب صدیق حسن خان صاحب اہلحدیث (حجج الکرامۃ ص۲۲۵)

(۱۴) بحر العلوم مولانا عبد العلی رحؒ سنّی (فتح الرحمٰن بہ اثر ابن عباس)

(۱۵) مولانا نور الحسن فرزند نواب صدیق حسن خان صاحب اہلحدیث۔ (اقتراب الساعۃ)

(۱۶) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی دیوبندی (نشر الطیب۔ فصل ۲۱)

(۱۷) اخبار "اہلحدیث" امرتسر (۸ر فروری ۱۹۲۶ء۔ ص۶۵)

(۱۸) شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی (رسالہ مودودی دستور اور عقائد کی حقیقت۔ ص۲۱)

(۱۹) امام موسیٰ کاظم رحؒ شیعہ (الصافی شرح اصول الکافی کتاب الحجۃ)

(۲۰) امام محمد جعفر رحؒ شیعہ (الصافی شرح اصول الکافی جزو سوم)

(۲۱) امام ابو عبد اللہ رحؒ (الصافی شرح اصول الکافی۔ جزو چہارم)

(۲۲) تفسیر القمی۔ شیعہ

(۲۳) حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ (مثنوی رومی دفتر ششم)

(۲۴) تفسیر مجمع البیان زیر آیت یَا بَنِیْ آدَمَ۔

(۲۵) حکیم علامہ صوفی محمد حسین صاحب (کواکب الدریۃ ص۱۴۷)

(۲۶) اکمال الدین۔ ص۳۷۵

(۲۷) حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (مکتوبات جلد اوّل)

والسّلام: سیّد احمد علی سیالکوٹی۔ گوجرانوالہ

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر تفسیری حواشی کے ساتھ

وَهُوَ الَّذِیٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

اللہ ہی وہ ذات ہے جس نے گھنے لکڑیوں کے سہارے چھتوں والے اور دوسرے باغات پیدا کئے ہیں

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

نیز کھجوریں اور کھیتیاں پیدا کی ہیں۔ جن کے ذائقے مختلف ہیں۔ اللہ ہی نے زیتون اور انار پیدا فرمائے ہیں

مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ ۚ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا

جو ملتے جلتے بھی ہیں اور نہ ملنے والے بھی ہیں۔ اے لوگو! اللہ کی پیدا کردہ کھیتی اور دوسرے درختوں کے پھلوں سے جب وہ پھل تیار ہو جائیں

حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝

کھاؤ اور جب کھیتیوں کو کاٹو تو ان کے بارے میں اللہ کا مقرر کردہ حق بھی ادا کرو۔ اسراف سے کام نہ لو اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

تفسیر: — اس رکوع میں چار آیات ہیں پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے انگوروں وغیرہ کے متنوع باغات کا ذکر فرمایا ہے کھجور اور مختلف قسم کے غلہ جات اور زیتون اور انار کے پیدا کرنے کا ذکر فرمایا۔ پھلوں اور غلہ جات کے مختلف ذائقوں نیز زیتون اور انار کے باہم ہم شکل ہونے یا مختلف ہونے کا ذکر کر کے واضح فرمایا کہ یہ سب چیزیں ایسے قادر مطلق خدا نے پیدا کی ہیں جو تمام حالات سے واقف ہے اور انسانوں کی سب ضرورتوں کو جانتا ہے۔ اس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے پیدا کردہ درختوں کے پھلوں کو خوب استعمال کرو اور غلہ جات سے فائدہ اٹھاؤ مگر میری ہر نعمت کا حق بھی ادا کرو۔ جب فصل کاٹو تو اس میں جو حق اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے وہ مساکین اور محتاجوں کو ضرور دو کیونکہ درحقیقت زمین اور اس کی ساری اشیاء تمام بنی نوع انسان کے لئے ہیں۔ اس میں سب کا مناسب حق قائم ہے۔ فرمایا وَلَا تُسْرِفُوْا کہ فضول خرچی سے کام نہ لو

وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ

اللہ تعالیٰ نے بوجھ اٹھانے والے اور چھوٹے قد کے چوپائے پیدا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس سے کھاؤ۔ لیکن

اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ

شیطان کے قدم بقدم یا راہوں کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن

مُّبِيْنٌ ۝ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ

ہے۔ اللہ نے آٹھ جانور جوڑے جوڑے پیدا فرمائے ہیں۔ بھیڑوں میں دو۔ بکریوں میں دو

الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ

تو ان (مشرکوں) سے پوچھ کر آیا اللہ نے ہر دو جنسوں کے نر حرام ٹھہرائے ہیں یا مادہ یا پھر یہ

اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ

بچے جن پر ہر دو مادہ کے رحم مشتمل ہوتے ہیں؟ مجھے تم علم کی بات بتاؤ۔ اگر تم

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ

سچے ہو۔ اللہ نے اونٹوں میں بھی دو نر و مادہ اور گایوں میں

یہ اسراف خود کھانے پینے میں بھی ہو سکتا ہے اور مساکین کو دیتے وقت بھی ہو سکتا ہے مثلاً ریاء کے طور پر یا دوسروں سے غلط مقابلہ کی صورت میں اپنی طاقت اور مقدرت کی ضرورت سے بڑھ کر دینا۔ فرمایا۔ اسراف کرنے والے بندے خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔ اس آیت میں زمین سے پیدا ہونے والی ضروریات زندگی کا ذکر فرمایا ہے۔

دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ چوپایوں کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ بعض جانور قدآور ہیں وہ بوجھ بھی اٹھاتے ہیں اور بعض پستہ قد ہوتے ہیں اور کھانے کے کام آتے ہیں۔ فرمایا احکام الٰہیہ کی پیروی کرو اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔

تیسری آیت اور چوتھی آیت میں حلال جانوروں کی تفصیل بیان فرمائی ہے اور مشرکین کی خود ساختہ شریعت کی تردید کی ہے ثمانیۃ ازواج سے وہ آٹھ نر و مادہ مراد ہیں جن کے کھانے کی اجازت اس سورۃ کے شروع میں اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ (ع) کے الفاظ

اثْنَيْنِ ط قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا

بھی دو (نر و مادہ) پیدا فرمائے ہیں۔ تو ان سے پوچھ کہ کیا اللہ نے ہر دو نر حرام قرار دیئے یا ہر

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ط اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ

دو مادہ یا ہر دو بچہ جس پر بھی ہر دو مادہ کے رحم مشتمل ہوں؟ کیا تم لوگ اس وقت حاضر

اِذْ وَصّٰكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ج فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

تھے جب اللہ تعالیٰ نے تم کو اس بارے میں تاکیدی حکم دیا تھا؟ پھر اس سے کون زیادہ ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ط اِنَّ

جھوٹا افتراء کرے۔ تاکہ بے علم لوگوں کو گمراہ کرے۔ یا ازراہِ جہالت لوگوں کو

۱۸ ع ۴ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

گمراہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

میں دی گئی تھی۔ یعنی (۱) نر و مادہ بھیڑ (۲) نر و مادہ بکری (۳) نر و مادہ اونٹ (۴) نر و مادہ گائے۔ اردو میں لفظ جوڑے کے لحاظ سے یہ چار جوڑے ہوتے ہیں مگر عربی زبان میں جوڑے کے ہر فرد کو زوج کہتے ہیں اس لئے آیت میں ثمانیة ازواج کا لفظ آیا ہے یعنی جوڑوں والے آٹھ حیوان۔

اس جگہ مشرکین کی طرف روئے سخن کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم ان میں سے ہر جانور کو حرام قرار دے رہے ہو یا ان کے نر کو یا مادہ کو؟ مطلب یہ ہے کہ تم نے خلاف منشاءِ ربانی شریعت ایجاد کر رکھی ہے جو درست طریق نہیں ہے۔ اشیاء کی حلت و حرمت کا فیصلہ کرنا اللہ ہی کا حق ہے جو سب چیزوں کا خالق ہے اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ اس نے تم کو اس بارے میں کوئی اختیار نہیں دیا اور کوئی وصیت نہیں فرمائی۔ اس لئے یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ پر افتراء کرنا اور اس کی طرف غلط بات منسوب کر دینا بڑا ظلم ہے اور ایسے ظالموں کو فلاح و کامیابی نصیب نہیں ہوتی۔

درس الحدیث

کلمۂ شہادت کا اقرار انسان کو مسلمان بنا دیتا ہے

"عَنْ اَنَسٍ اَنَّ غُلَامًا یَهُوْدِیًّا کَانَ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهُ فَوَجَدَ اَبَاهُ عِنْدَ رَاْسِهٖ یَقْرَاُ التَّوْرَاةَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا یَهُوْدِیُّ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلٰی مُوْسٰی هَلْ تَجِدُ فِی التَّوْرَاةِ نَعْتِیْ وَصِفَتِیْ وَمَخْرَجِیْ قَالَ لَا قَالَ الْفَتٰی بَلٰی وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَجِدُ لَكَ فِی التَّوْرَاةِ نَعْتَكَ وَصِفَتَكَ وَمَخْرَجَكَ وَاِنِّیْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَقِیْمُوْا هٰذَا مِنْ عِنْدِ رَاْسِهٖ وَلُوْا اَخَاكُمْ"

(البیہقی)

ترجمہ:۔ "حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نوجوان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے دیکھا کہ اس یہودی نوجوان کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا تورات پڑھ رہا تھا۔ حضور نے اسے فرمایا کہ اے یہودی! میں تجھے اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰؑ پر تورات نازل فرمائی۔ کیا تو تورات میں میری پیشگوئی، میری صفات اور میرے ظہور کا ذکر پاتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! اس پر نوجوان بیٹے نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ! بخدا ہم تورات میں آپ کی پیشگوئی، آپ کی صفات اور ظہور کے متعلق خبریں پاتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس پر حضورؐ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس بوڑھے یہودی کو مریض نوجوان کے سر سے اٹھا دو اور اب آپ لوگ اپنے اس بھائی کی عیادت اور خبر گیری کی ذمہ واری سنبھال لو۔"

تشریح:۔ اس حدیث سے چند مسائل واضح طور پر ثابت ہیں۔ اوّل یہ کہ غیر مسلم نوجوانوں کو بطور خادم رکھنا جائز ہے۔ دوم۔ غیر مسلم بیمار کی عیادت کرنا بھی مسنون ہے۔ سوم محض کلمۂ شہادت ادا کرنے سے غیر مسلم مسلمان بن جاتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں کو اسے اپنا بھائی سمجھنا ضروری ہے۔ چہارم۔ پرانے اہل کتاب اخفاء حق سے کام لیتے ہیں۔ مگر بعض صالح نوجوان حقیقت کا اقرار کرنے میں اپنے بزرگوں کی مخالفت کے باوجود سبقت اختیار کر لیتے ہیں۔ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کا ہی تصرف ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نبوت کے مقام کی مختصر کیفیت

"نبی ہر وقت خدا تعالیٰ ہی سے باتیں کرتا رہتا ہے اور یہی دُعا کرتا رہتا ہے کہ اے خدا! میں تیرا ہوں اور تیری ہی رضا کا طالب ہوں۔ مجھ پر ایسا فضل کر کہ میں اُس نقطہ اور مقام تک پہنچ جاؤں جو تیری رضا کا مقام ہے۔ مجھے ایسے اعمال کی توفیق دے جو تیری نظر میں پسندیدہ ہوں۔ دنیا کی آنکھ کھول کہ وہ تجھے پہچانے اور تیرے آستانہ پر گرے۔ یہ اس کے خیالات ہوتے ہیں اور یہی اُس کی آرزوئیں۔ اور ان میں وہ ایسا محو اور فنا ہوتا ہے کہ دوسرا آدمی اس کو شناخت نہیں کر سکتا۔ نبی اس سلسلہ کو ذوق کے ساتھ دراز کرتا ہے اور پھر اس میں اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کا دل پگھل جاتا ہے اور اُس کی رُوح بہہ نکلتی ہے۔ وہ پورے زور اور طاقت کے ساتھ آستانۂ الوہیت پر گرتی اور "اَنْتَ رَبِّیْ۔ اَنْتَ رَبِّیْ" کہہ کر پکارتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم جوش میں آتا ہے اور وہ اس کو مخاطب کرتا اور اپنے کلام سے اس کو جواب دیتا ہے۔ یہ ایسا لذیذ سلسلہ ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھ نہیں سکتا اور یہ لذت ایسی ہے کہ الفاظ اس کو ادا نہیں کر سکتے۔ پس وہ بار بار مستسقی کی طرح باب ربوبیت کو ہی کھٹکھٹاتا رہتا ہے اور وہاں ہی اپنے لئے راحت و آرام پاتا ہے۔ وہ دنیا میں ہوتا ہے لیکن دنیا سے الگ ہوتا ہے۔ وہ دنیا کی کسی چیز کا آرزومند نہیں ہوتا لیکن دنیا اُس کی خادم ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کے قدموں پر دُنیا کو لا ڈالتا ہے۔ یہ ہے مختصر حقیقت نبوت کے مقام کی۔"

(ملفوظات۔ جلد اول۔ صفحہ ۳۶۰-۳۶۱)

کوئی منزل بھی ہماری آخری منزل نہیں

محترم جناب چودھری عبد السلام صاحب اختر ایم۔ اے

جذبۂ جوشِ عمل پیہم جواں رکھتے ہیں ہم
لاکھ طوفاں ہوں مگر کشتی رواں رکھتے ہیں ہم

کوئی منزل بھی ہماری آخری منزل نہیں
راستے اپنے سفر کے بیکراں رکھتے ہیں ہم

ہاتھ میں قرآں ہے اور دل میں ہے حُبِّ مصطفےٰؐ
نکتہ چینو! یہ متاعِ کارواں رکھتے ہیں ہم

اس زمیں کی شورشوں سے کیا ہمیں ہوگا گزند
عرش کی چھاؤں میں اپنا آشیاں رکھتے ہیں ہم

آنے والا دور جس صورت میں آئے گا یہاں
اُس کی اک تصویر آنکھوں میں نہاں رکھتے ہیں ہم

گو مقیّد موج و ساحل میں ہے یہ عمرِ رواں
اپنے دامن میں حیاتِ جاوداں رکھتے ہیں ہم

قرآنِ پاک ○ انسانی فلاح کا منشور

مختارم جناب آفتاب احمد صاحب بسمل - کراچی ،

قرآں کلامِ حضرتِ عالی جناب ہے — جس میں نہیں ہے کوئی بھی شک وہ کتاب ہے
اس کے ہر ایک لفظ میں ہے نورِ لم یزل — جو حرف جس جگہ ہے وہیں انتخاب ہے
ہے طالبانِ حق کے لئے چشمۂ ہدیٰ — یہ منبعِ فیوض ہے امّ الکتاب ہے
رُوحانیت کے پھول کھلے ہیں ہر ایک سو — اور فاتحہ تو واقعی رشکِ گلاب ہے
عقبیٰ کے امتحاں کا یہی ایک ہے نصاب — جو حرزِ جاں بنائے اسے کامیاب ہے
سارے علومِ معنوی اس سے ہیں فیضیاب — یہ آسمانِ علم کا وہ آفتاب ہے
اس پر عمل ہے سب کیلئے باعثِ نجات — پڑھنا بھی اس کتاب کا کارِ ثواب ہے
انساں کی فلاح کا منشور ہے یہی — جنّت کی یہ کلید ہے رحمت کا باب ہے
جو اس سے پیار کرتے ہیں وہ خوش نصیب ہیں — اُن پر خدا کا فضل و کرم بے حساب ہے
عشقِ کلامِ پاک ہے پروانۂ نجات — اعراض اس سے موجبِ کفر و تباب ہے
اس کے بغیر امیدِ رضائے خدائے پاک — یکسر خیالِ خام ، سراسر سراب ہے
اس کی ہو پیاس جس کو وہ ہوتا نہیں ہے سیر — جس کا نشہ ہے دائمی یہ وہ شراب ہے
ہے اس کا ایک وصف الف لام میم بھی — اس میں ہر اعتراض کا شافی جواب ہے
ہے یہ کتاب ظاہر و باطن میں بے مثال — یعنی کہ ہر لحاظ سے یہ لاجواب ہے

بسمل کو بھی بفضلہٖ قرآن سے ہے عشق
محبوبِ جان و دل سے اُسے یہ کتاب ہے

ربوہ میں مسجدِ اقصیٰ کو دیکھ کر

محترم جناب امین اللہ خاں صاحب سالکؔ :

تُو امامِ وقت کے نغموں کا اِک شہکار ہے ‌‌ ‌ ابنِ فارس کی تمناؤں کا اِک شہکار ہے
نغمۂ سرمد سُنا تیری زمیں پر بارہا ‌ ‌ ‌ نُور کا اِک نقش بنتا ہے جبیں پر بارہا
خاک کو چھُو کر فلک پر کیا پہنچ جاتا ہے دِل ‌ ‌ ‌ حق تعالیٰ سے ملے تو پھر یہ کہلاتا ہے دِل
اسود و احمر کی خاطر ہے مُسقّف اِک جہاں ‌ ‌ ‌ پھر ملے دلبر سے دلبر، دِلستاں سے دِلستاں
مِلّتِ اِنساں کی خاطر یہ بنائے دلپذیر ‌ ‌ ‌ اُمّتِ اسلام کی خاطر یہ انبوہِ کثیر
ہے فضا میں ارتعاشِ نعرۂ اللہ ہُو ‌ ‌ ‌ مُصحفِ حق آج بھی دُہرا رہے ہیں ہُو بہُو
عظمتِ حق کیلئے گونجی ہے کیا بانگِ بُلند ‌ ‌ ‌ ڈال دی حُسنِ تصوّر نے ستاروں پہ کمند
گُنبد و محراب و منبر اِک روایت کے امیں ‌ ‌ ‌ چھُو رہی ہے تیرے سینہ کو مری کہنہ جبیں
اہتزاز انگیز کیا کچھ رفعتِ مینار ہے ‌ ‌ ‌ تجھ پہ نازاں جلوہ گاہِ وادیٔ کہسار ہے
دیدۂ اغیار میں بھی باعثِ تذکار تُو ‌ ‌ ‌ ہے کسی خسرو کو گویا دعوتِ دیدار تُو
کھُل گیا تخلیق کا رازِ مشیّت کھُل گیا ‌ ‌ ‌ دِل ہُوا نرم و گداز اتنا کہ یارب کھُل گیا
جادوئے تقدیس ہے لیکن یہ جادو بھی نہیں ‌ ‌ ‌ راز سے واقف مگر مَیں بھی نہیں تُو بھی نہیں
فرش کی رونق بنی ہے آج فردوسِ حسیں ‌ ‌ ‌ ساقیا! مسجد ہے کیا اِک آیۂ عرشِ بریں
یہ جہاں کس کا ہے اور یہ کون سا فن کا ہے ‌ ‌ ‌ کون دُنیا میں محمدؐ کا علمبردار ہے
کون ہے تثلیث کے خنجر سے سینہ آزما ‌ ‌ ‌ کون ہے توحید کے روضہ میں مشعلِ کہربا

جا بجا ہے حُسنِ صنعت کی فسوں کاری عیاں
پھر ہوئی اہلِ مسیحاؑ کی فسوں کاری عیاں

جماعت احمدیہ کے عقائد

سفر کی حالت میں ایک دلچسپ مکالمہ

ایک دفعہ چناب ایکسپریس میں کراچی جاتے ہوئے مجھے چند غیر از جماعت علم دوست احباب سے راستہ میں گفتگو کا موقعہ ملا۔ فرسٹ کلاس کے کمرہ میں پہلے ہم دو احمدی مسافر تھے۔ گوجرہ سے ایک نو وارد دوست سوار ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی سلسلۂ کلام شروع کر دیا۔ اس دلچسپ گفتگو کا خلاصہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے ——— (ابوالعطاء)

نو وارد۔ مجھے آپ کے چہرہ پر نور اور بشاشت نظر آتے ہیں۔ کیا آپ فرمائیں گے کہ آپ کا کس فرقہ سے تعلق ہے؟

احمدی۔ جناب عالی! آپ کا شکریہ۔ میں جماعت احمدیہ کا ایک فرد ہوں اور ربوہ میں رہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کا مرکز ہے۔

نو وارد۔ آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟

احمدی۔ میں کراچی جا رہا ہوں وہاں پر جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیم **انصار اللہ** کا اجتماع ہے۔

نو وارد۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ لوگوں کے عقائد کے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

احمدی۔ آپ شوق سے دریافت فرمائیں۔ مجھے خوشی ہوگی۔ عربی زبان کا ایک محاورہ ہے اَلْحَقِیْقَۃُ بِنْتُ الْبَحْثِ کہ کریدنے سے ہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔ اور یوں سفر میں وقت بھی اچھی طرح گزر جائے گا۔

نو وارد۔ آپ کس کس عقیدہ میں مسلمانوں کے عقائد سے اختلاف رکھتے ہیں؟

احمدی۔ مسلمان کہلانے والوں کے تو بہت سے فرقے ہیں غالباً بہتّر تہتّر فرقے ہیں۔ زیادہ مشہور اور بڑے فرقے دو ہیں (۱) اہل سنّت (۲) اہل تشیع۔ ان کے عقائد میں بھی بڑا اختلاف ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو میں صرف احمدیوں کے عقائد مختصراً ذکر کر دوں؟

نو وارد۔ یہی بہتر ہے کہ آپ اپنے عقائد مختصر طور پر ذکر کریں۔ پھر جس عقیدہ پر میں مزید وضاحت کی ضرورت محسوس کروں گا وہ آپ سے کروا لوں گا۔

احمدی۔ احمدی لوگ مانتے ہیں کہ (۱) اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے۔ اس کی صفات میں تعطل پیدا نہیں ہوتا۔ وہ زندہ ہے اور اپنے پیاروں پر اپنے مکالمہ کے ذریعہ اپنی محبت

کا اظہار کرتا رہا ہے اور کرتا رہے گا۔ (۲) سب انبیاءؑ سچے۔ راستباز اور معصوم ہیں۔ اُن میں ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کا مقام سب سے بلند تر ہے۔ آپ زندہ رسول۔ سیّد الانبیاءؑ اور خاتم المرسلینؐ ہیں۔ (۳) ملائکہ برحق ہیں وہ شر اور بدی کے ارتکاب سے محفوظ ہیں۔ (۴) قیامت برحق ہے قضاء و قدر بھی حق ہے۔ اور جنت و دوزخ بھی برحق ہیں۔ (۵) تمام آسمانی صحیفے اور الہٰی کتب ہیں۔ توراۃ زبور۔ اور انجیل وغیرہ منجانب اللہ ہیں مگر قرآن مجید عالمگیر۔ جامع۔ محفوظ اور ابدی شریعت ہے۔ (۶) ہم احمدی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن پاک میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ قرآن مجید کے آنے سے سابقہ سب کتب منسوخ ہو گئی ہیں مگر قرآن مجید کو یا اس کی کسی ایک آیت کو منسوخ نہیں کیا جائے گا۔ وہ ایک زندہ اور ہمیشہ کے لئے سب انسانوں کے لئے **قابل عمل شریعت ہے**

نو وارد۔ یہ عقائد تو بہت عمدہ معلوم ہوتے ہیں مگر بعض باتیں میرے لئے بالکل نئی ہیں۔ اگر آپ پسند کریں تو میں ان باتوں میں سے ایک ایک کے متعلق آپ سے سوال کروں؟

احمدی۔ آپ ضرور دریافت فرمائیں۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ میں اس سے خوشی محسوس کروں گا۔

نو وارد۔ آپ نے کہا ہے کہ آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں سے ہمیشہ کلام کرتا ہے۔ آپ کی اس سے کیا مراد ہے؟

احمدی۔ میری مراد یہ ہے کہ صلحاء اور اولیاء امّت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ الہام نازل فرماتا ہے۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق قرآنی شریعت دائمی ہے اس لئے اس کے بعد کسی نئی شریعت کے آنے کا کوئی سوال نہیں ہے مگر قرآنی شریعت کی سچی پیروی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ اپنے کلام کے ذریعہ اپنی خوشنودی کا اظہار فرماتا ہے۔ یہ بات قرآن مجید کے زندہ کتاب ہونے کا ثبوت ہے۔

نو وارد۔ عام مسلمان تو الہام کو جاری نہیں مانتے۔

احمدی۔ یہ عوام کی غلط فہمی ہے ورنہ یہ حقیقت ہے کہ امّت محمدیہ میں سینکڑوں ہزاروں نیک لوگ اللہ تعالیٰ کے الہام سے مشرف ہوتے رہے ہیں۔ صحابہؓ کرام کے بعد بھی ہر زمانہ میں اولیاء اس نعمت کو پاتے رہے ہیں۔

نو وارد۔ کیا قرآن مجید سے آپ کے اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے؟

احمدی۔ یقیناً۔ قرآن مجید نے صراحت فرمائی ہے کہ نیکوکار مسلمانوں پر فرشتے اترتے رہیں گے اور انھیں اللہ تعالیٰ کا کلام پہنچاتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ (حٰمٓ سجدہ ع ۴) کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور پھر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے اترتے ہیں۔ انھیں پیغام دیتے ہیں کہ تم کوئی خوف یا حزن نہ کرو بلکہ اس جنت کے وعدہ پر خوش رہو جو تمہیں دیا جاتا رہا ہے ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے مددگار ہیں اور آخرت میں بھی مددگار ہوں گے۔" یہ آیت صاف بتلا رہی ہے کہ سچے مسلمانوں پر ابتلا کی گھڑیوں میں صبر و استقامت اختیار کرنے کے نتیجہ میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اور

انھیں الہام سے مشرف کیا جاتا ہے۔

نووارد۔ (قرآن مجید نکال کر اور آیت پر غور کر کے) واقعی اس آیت سے مومنوں پر فرشتوں کا نزول ثابت ہوتا ہے مگر کیا قرآن مجید میں یہ بھی کہیں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جبرائیل کا بھی نزول ہوگا؟

احمدی۔ سورہ حٰمٓ سجدہ کی آیت میں الملائکۃ کا لفظ عام ہے۔ جبرائیل بھی ان میں شامل ہیں تاہم ایک اور آیت عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ القدر میں فرماتے ہیں۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا۔ کہ "لیلۃ القدر میں مومنوں پر فرشتے بھی اترتے ہیں اور جبرائیل بھی نزول فرماتے ہیں اور سلامتی کا پیغام دیتے ہیں۔" اس آیت میں الروح سے مراد جبرائیل لئے گئے ہیں۔

نووارد۔ (سورۃ القدر کو اچھی طرح پڑھ کر) آیت میں لفظ الروح سے مراد روح القدس یعنی جبرائیل ہی ثابت ہوتے ہیں پھر تو ہمیں ماننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

احمدی۔ بھائی صاحب! قرآن مجید کے رو سے تو یہ عقیدہ ثابت ہے۔ ہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قانون شریعت قرآن مجید کے بعد اور نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نسل انسانی کے لئے کامل قرار دیا ہے اس میں تبدیلی کو محال ٹھہرایا ہے۔ اس کی حفاظت کرنے کا خود وعدہ فرمایا ہے فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ (الحجر ع) کہ "ہم نے ہی اس قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔" جس الہام کو جماعت احمدیہ جاری مانتی ہے وہ غیر تشریعی مکالمہ الٰہیہ ہے۔ وہ گویا قرآن مجید کی پیروی کا شیریں ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایسا شجرہ طیبہ قرار دیا ہے تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ (ابراهیم ع) جو ہر زمانہ میں اپنے تازہ پھل دیتا ہے۔ صلحاء اور ملہمین امت شجرۂ قرآنیہ کے پھل ہیں اور اسلام کی سچائی پر ہر زمانہ میں زندہ گواہ ہیں۔

نووارد۔ ہمارے علماء اس قسم کے الہام کے قائل کیوں نہیں ہیں؟

احمدی۔ اس سوال کا جواب تو علماء ہی دے سکتے ہیں غالباً وہ اس روحانی نعمت سے خود محروم ہونے کے باعث اس کے وجود کا ہی انکار کر رہے ہیں۔

نووارد۔ ہم نے سنا ہے کہ احمدی لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" نہیں مانتے۔ کیا یہ درست ہے؟

احمدی۔ جناب عالی! ہم لوگ جب قرآن مجید کو زندہ اور جامع شریعت یقین کرتے ہیں اور قرآن مجید کی آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔ (احزاب ع) میں صریح طور پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم النبیین" قرار دیا گیا ہے تو ہم حضور کے خاتم النبیین ہونے کا کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ یہ الزام تو سراسر نامعقول ہے

دوسرا ساتھی۔ (ریل کے ڈبہ میں جو تیسرے مسافر ملتان چھاؤنی سے سوار ہوئے تھے اور بڑے غور سے باتیں سن رہے تھے فوراً بول پڑے) پھر ہمارے علماء کیوں کہتے ہیں کہ

احمدی لوگ حضورؐ کو خاتم النبیینؐ نہیں مانتے؟

احمدی۔ یہ علماء صاحبان کی زبردستی ہے۔ ہر مولوی کے نزدیک اس کی اپنی تفسیر سے مدلّل اور معقول اختلاف بھی آیت کا انکار قرار پاجاتا ہے۔ یہی حال اس معاملہ میں ہے

پہلا مسافر۔ احمدی لوگ "خاتم النبیین" کی کیا تفسیر کرتے ہیں؟

احمدی۔ ہمارے نزدیک خاتم النبیینؐ کا لفظ رسول مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی **مدح** میں واقع ہوا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ اس کے معنے اور اس کی تفسیر ایسی ہو جس سے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بلند شان کا اظہار ہوتا ہو اور وہ معنے یوں ہیں کہ اوّل آپ کی شریعت والی ہے کوئی اسے منسوخ نہیں کرسکتا۔ اسی بنا پر سلف صالحین نے یہ بھی معنی کئے ہیں کہ آپ **آخری صاحب شریعت نبی**ؐ ہیں۔ آپ کے بعد کوئی تشریعی نبی نہیں آسکتا۔ دوّم۔ آپ سب نبیوں کے درجات و مراتب کی **انتہاء** ہیں۔ سب سے افضل ہیں۔ عربی زبان میں لفظ خاتم بطور مضاف جب مقام مدح میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں۔ **خاتم الشعراء** کے معنے ہوں گے۔ سب سے افضل شاعر۔ **خاتم المحدثین** کے معنے ہیں۔ محدثوں کی انتہا اور سب سے بڑے درجہ والا محدث۔ **خاتم المفسّرین** کا مطلب ہوگا جو مفسروں کے سب مراتب کا جامع اور افضل ہے۔ پس عربی استعمال کے رو سے "خاتم النبیین" کے معنے ہوں گے سب نبیوں کے درجات و مراتب کا جامع اور سب سے **افضل نبی**ؐ۔ سوّم۔ ہر رسولؐ اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی **ابوتِ معنوی** کا ذکر ہے۔ لفظ رَسُوْلَ اللّٰہِ سے آپ کے **امّتیوں کے باپ** ہونے کا اعلان کیا گیا ہے اور خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ میں آپ کے **نبیوں کے باپ** ہونے کا بیان ہے۔ ہر نبی آپ کے فیضان سے **فیض یافتہ** ہے۔ گویا آپ کا خاتم النبیین ہونا **انتہائی فیض رسانی** پر دلالت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسی سورہ احزاب میں آپ کو خاتم النبیین قرار دے کر فرمایا ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًا (ع) میرے ہمسفر ساتھیو! میں خدا کا نام لے کر آپ کو بتلاتا ہوں۔ کہ جماعت احمدیہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہر معنی سے خاتم النبیین مانتی ہے۔ ہم رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قابل فخر معنوں میں **آخری نبی**ؐ بھی یقین کرتے ہیں۔ سب نبیؑ نیچے سے اوپر کی طرف اگر اکٹھے ہوں تو محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بلندی کی جانب سب سے آخر میں ہوں گے۔ نہ کوئی نبیؑ آپؐ سے بڑا ہے نہ آپؐ کے اوپر ہے۔ معراج کے واقعہ میں اسی حقیقت کا اظہار ہوا تھا۔

پہلا مسافر۔ یہ تو آپ نے مختصر طور پر خاتم النبیین کے بہت عمدہ معانی بیان کر دیئے ہیں۔ اب ذرا موضوع کو بدل کر ہم بعض سوال دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

احمدی۔ فرمایئے! کیا سوال ہے؟

پہلا مسافر۔ سنا ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر انسانی جسم کے ساتھ زندہ نہیں مانتے۔

احمدی- آپ نے ٹھیک سنا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کی بناپر ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے سب نبیوںؑ کی طرح طبعی طور پر وفات پا چکے ہیں۔ زمین میں مدفون ہیں اور آسمانوں پر جسمانی طور پر زندہ نہیں ہیں۔

دوسرا مسافر- گویا آپ لوگ ساری قوموں یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں سے علیحدہ عقیدہ رکھتے ہیں یہودی اور عیسائی حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کے قائل ہیں۔ عیسائی ان کے دوبارہ زندہ ہو کر آسمانوں پر جانے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ مسلمان ان کے صلیب پر چڑھنے کو نہیں مانتے۔ البتہ انیس سو سال سے ان کو آسمانوں پر زندہ تسلیم کرتے ہیں۔

احمدی- آپ کے بیان کے مطابق ان تینوں قوموں کے نظریات میں زمین و آسمان کا اختلاف ہے یہودی حضرت مسیحؑ کو مقتول اور ملعون ٹھہراتے ہیں۔ اسی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے یہود پر لعنت نازل کر دی۔ عیسائی حضرت عیسےٰ کو مقتول مانتے ہیں مگر ساتھ ہی تورات کے قانون کے مطابق انھیں لعنتی بھی ٹھہراتے ہیں اور تاویل یہ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے لئے کفارہ ہو کر لعنتی قرار پائے۔ قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ کے مقتول یا ملعون ہونے کی تردید فرمائی ہے اور ان کے لعنتی قرار دیئے جانے کے رد میں بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ فرمایا کہ وہ ملعون نہیں تھے بلکہ مرفوع الی اللہ تھے۔ قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ کی طبعی میت یا توفی کا اعلان فرمایا ہے اس لئے دیگر انبیاءؑ کی طرح اُن کو فوت شدہ ماننا چاہیئے۔

دوسرا مسافر- کیا قرآن مجید نے حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر فرمایا ہے۔ کیا آپ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں؟

احمدی- آیات تو تیسؓ کے قریب ہیں۔ قرآن مجید نے ہر پہلو سے حضرت مسیحؑ کی وفات کا ذکر فرمایا ہے مگر میں اس وقت صرف ایک آیت پیش کرتا ہوں۔ آپ ٹھنڈے دل سے اس پر غور فرمائیں۔

دونوں مسافر- ہاں ہاں آیت ضرور پیش کریں مگر اپنے مطلب اور مدعا کے لحاظ سے صاف اور واضح ہونی چاہیئے۔

احمدی- (قرآن مجید کھول کر) یہ سورہ المائدہ کا آخری رکوع ہے (آیات پڑھ کر) اس جگہ اللہ تعالیٰ نے اس مکالمہ کا ذکر فرمایا ہے جو وہ تثلیث پرست عیسائیوں کو سامنے کھڑے کر کے حضرت مسیحؑ سے کریگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیحؑ سے پوچھیگا کہ کیا تو نے ان لوگوں کو کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی معبود مانو یعنی کیا عیسائیوں کو تثلیث کی تعلیم آپ نے دی تھی؟ حضرت مسیحؑ جواب دیں گے کہ اے اللہ! تو پاک ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ میں ایسی بات کس طرح کہہ سکتا ہوں جس کے کہنے کا آپ نے مجھے ارشاد نہ فرمایا تھا مجھے ایسی بات کہنے کا کوئی حق نہ تھا اور نہ میں نے کہا۔ میں تو انہیں یہی تعلیم دیتا رہا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تم سب کا رب ہے۔ اسی تعلیم کے دینے کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا اور میں جب تک ان کے درمیان تھا میں ان پر نگران تھا انھوں نے میری موجودگی میں تین خداؤں کا عقیدہ اختیار نہیں کیا۔ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ (المائدہ ع ۱۶) پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی یا میری روح قبض کر لی تو تو ہی اُن پر نگران تھا اور تو ہر چیز پر نگران ہے۔

بھائیو! یہ ہیں قرآن پاک کی ان آیات کو پڑھ کر غور کریں ان سے صاف اور واضح نتیجہ نکلتا ہے کہ جب عیسائیوں میں تثلیث کا عقیدہ رواج پذیر ہوا اس وقت حضرت مسیحؑ زندہ نہ تھے بلکہ فوت ہو چکے تھے ان کی توفی ہو چکی تھی۔ وہ قیامت کے روز بارگاہ رب العزت میں یہی کہیں گے کہ میری قوم نے تین خداؤں کا عقیدہ میری زندگی میں اختیار نہیں کیا تھا ورنہ میں ان کو ضرور روکتا بلکہ انھوں نے یہ غلط عقیدہ اس وقت اختیار کیا جب تو نے میری روح قبض کر لی تھی۔

ایک صاحب۔ کیا توفی کے معنے آسمان پر جسم سمیت لے جانے کے نہیں ہو سکتے؟

احمدی۔ ایسا کہنا ہرگز درست نہیں قرآن مجید میں تیس سے زیادہ مرتبہ لفظ توفی مختلف صورتوں میں استعمال ہوا ہے مگر کسی جگہ بھی جسم سمیت آسمان پر لے جانے کے معنی نہیں نیز سورۃ المائدہ کی زیر نظر آیت پر غور کرنے سے تو بالکل متعین ہو جاتا ہے کہ اس جگہ بجز موت اور کوئی معنے نہیں ہو سکتے خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی یوں تفسیر فرما دی ہے آپ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز میری امت کے کچھ لوگوں کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ میں کہوں گا کہ یہ تو میرے ساتھی ہیں انہیں ادھر کیوں لے جا رہے ہو۔ تب مجھے جواب دیا جائے گا انک لاتدری ما احدثوا بعدک اے رسول! تجھے معلوم نہیں کہ تیری وفات کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا نئے عقیدے گھڑ لئے تھے اور کیا کیا بدعتیں اختیار کر لی تھیں؟ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت میں عرض کروں گا وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم و انت علی کل شیء شہید۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر) کہ اللہ! میں تو ان کا اس وقت تک نگران تھا جب تک میں ان میں زندہ موجود تھا مگر جب تو نے مجھے وفات دیدی تھی تو میری نگرانی ختم ہو گئی تھی پھر آپ ہی ان کے نگران تھے۔

اس حدیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس آیت میں توفی سے مراد صرف موت ہے اور کوئی معنے ہو ہی نہیں سکتے جس طرح رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم طبعی موت سے فوت ہو گئے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔ ان کی قوم نزول قرآن کے وقت تین خداؤں کی قائل تھی۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ (المائدہ ع) اور حضرت مسیحؑ کا اقرار ہے کہ میری قوم نے تثلیث کا عقیدہ اس وقت اختیار کیا جب میں فوت ہو چکا تھا زندہ نہ تھا پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں۔

پہلا مسافر۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ یہ سوال و جواب قیامت کے دن ہوگا اس لئے اس آیت سے اس وقت مسیح علیہ السلام کی وفات کا استدلال درست نہیں ہو سکتا۔

احمدی۔ سوال و جواب قیامت کے روز ہو یا اس سے پہلے ہو۔ آپ حضرات حضرت مسیحؑ کے نفس جواب پر غور فرمائیں۔ وہ یہ کہیں گے کہ میں اپنی قوم پر اس وقت تک نگران تھا جب تک ان میں زندہ موجود تھا اور جب بذریعہ توفی میں قوم سے علیحدہ ہو گیا تو میں نگران نہ تھا اور عقیدۂ تثلیث میری قوم نے اس وقت اختیار کیا جب میری توفی ہو چکی تھی۔ پس یہ جواب قیامت کو دیا جائے یا اس سے بھی ایک ہزار سال بعد دیا جائے۔ اس جواب سے اس وقت

وفات مسیح بہرحال ثابت ہے

دوسرا مسافر۔ یہ استدلال تو معقول ہے مجھے معلوم نہیں کہ ہمارے علماء اس کا کیا جواب دے سکتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ہمیں اس سے کیا سروکار ہے کہ مسیحؑ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں؟

احمدی۔ آپ دوستوں کے استفسار پر ہی میں نے یہ آیت پیش کی ہے آپ ذرا تو غور فرمائیں کہ اگر قرآن مجید نے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا مسئلہ بیان فرمایا ہے تو پھر ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ اگر آپ کو حضرت مسیحؑ کی وفات و حیات سے کوئی سروکار نہیں تو بھی آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں قرآن مجید سے کوئی سروکار نہیں۔ مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن پاک نے جو مسئلہ بیان فرمایا ہے اس پر ایمان لائے۔

دونوں مسافر۔ فی الحال اسی گفتگو پر اکتفا کرتے ہیں۔ اب صبح اٹھ کر بات چیت کریں گے۔ اس پر گفتگو ختم ہو گئی۔

میں نے فجر کی نماز اکیلے ہی ادا کی کیونکہ میرے احمدی ساتھی جن کے ساتھ مل کر گاڑی میں ہی ظہر و عصر با جماعت گوجرہ سے پہلے پڑھی تھیں اور مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے سونے سے پہلے ادا کی تھیں وہ روہڑی کے اسٹیشن پر اتر کر کوئٹہ کو روانہ ہو گئے تھے۔ میں نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ پھر گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا کیونکہ دونوں غیر احمدی ساتھی بھی کراچی جا رہے تھے۔

ایک ساتھی۔ ہم نے مشاہدہ کیا ہے کہ آپ مسلمانوں کی طرح ہی قبلہ رُو ہو کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ کیا باقی ارکانِ اسلام پر بھی آپ کا اعتقاد ہے؟

احمدی۔ ہم سب اسلامی ایمانیات پر ایمان رکھتے ہیں اور کلمہ شہادت پڑھتے ہوئے نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ کے پابند ہیں۔ احمدی جماعت میں داخل ہونے کا یہ لازمی شرط ہے کہ احمدی ہونے والا عقائدِ قرآنیہ پر ایمان رکھنے کے علاوہ ارکانِ اسلام پر بھی عمل پیرا ہو۔

دوسرا ساتھی۔ میں گزشتہ سال حج کے لئے گیا تھا وہاں معلوم ہوا تھا کہ احمدیوں کو حج بیت اللہ سے حکومت نے روک دیا ہے۔

احمدی۔ پہلے بھی بہت سے بزرگوں اور صلحاء کو حج سے روکا گیا ہے۔ موجودہ سعودی حکومت کے افرادِ خاندان کو بھی سالہا سال تک حج کرنے سے روکا گیا تھا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کو حج سے منع کیا گیا تھا۔ احادیث میں پیشگوئی بھی ہے کہ امام مہدیؑ کے وقت میں حج سے روکا جائے گا۔

پہلا ساتھی۔ اس جھگڑے کو چھوڑیئے یہ تو سیاست کے تنازعات ہیں ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ خلفائے راشدین کو برحق یقین کرتے ہیں؟

احمدی۔ ہم سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دوسرا خلیفہ اور سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو تیسرا خلیفہ اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھا خلیفہ مانتے ہیں۔ ان خلفاءؓ کے علاوہ ہم اہلِ بیت کے آئمہ اطہارؓ کو بھی مانتے ہیں۔ خلفاء اور آئمہ کے علاوہ ہم فقہ کے چاروں اماموں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ حضرت امام مالکؒ۔ حضرت امام شافعیؒ۔ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ کو بھی امام تسلیم کرتے ہیں

البتہ ہم فقہ کے لحاظ سے فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں امت میں ہر صدی میں جو جو بھی مجدد مبعوث ہوئے ہیں ہم اُن سب کو مانتے ہیں اور ان کا احترام واجب جانتے ہیں۔

دونوں ساتھی۔ بھائی صاحب! اگر احمدیوں کا یہی مسلک ہے تو پھر تو وہ واحد جماعت ہے جو مسلمانوں میں صلح کرا سکتی ہے اور اس موقف کو اختیار کرکے مسلمان باہم متحد ہو سکتے ہیں۔ کیا آپ اپنے ان عقائد، ان اعمال اور اس جامع مسلک کی عوام میں تبلیغ نہیں کرتے؟

احمدی۔ ہم حتی المقدور تبلیغ کرتے ہیں مگر علماء عوام کو اکسا کر اشتعال دلاتے رہتے ہیں تا لوگ ٹھنڈے دل سے ہماری باتیں نہ سُنیں۔ ہمیں جلسے کرنے اور پیغام حق پہنچانے سے شورش اور غوغا کے ذریعہ روک دیا جاتا ہے اور لوگوں کو ہمارے لٹریچر کے مطالعہ سے بھی منع کیا جاتا ہے ہمارے لئے آپ جیسے شریف انسان ایسا غنیمت ہیں جو غور سے ہماری باتیں سُن لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے عقائد کے صحیح اور غلط ہونے کے فیصلہ کے لئے اور اعمال کی جزا و سزا دینے کے لئے قیامت کا دن مقرر فرمایا ہے دنیا میں تو لوگ اپنی کثرت تعداد اور اقتدار کے گھمنڈ میں بہت ظلم کر لیتے ہیں اور غلط فیصلے کرتے رہتے ہیں مگر اصل انصاف خود اللہ رب العالمین قیامت کے روز فرمائے گا۔

اس قدر گفتگو کے بعد گاڑی کراچی چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہنچ گئی اور دونوں دوست "السلام علیکم" کہہ کر مصافحہ کرتے ہوئے رخصت ہوئے۔

ایک اہم اقتباس

اب امام مہدی علیہ السلام کا کیا بنے گا؟

مندرجہ بالا عنوان سے ایک مکتوب ہفت روزہ "الاصلاح" لاہور میں شائع ہوا ہے جسے قارئین الفرقان کی دلچسپی کے لئے بلا تبصرہ شاملِ اشاعت کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

"مکرمی ایڈیٹر صاحب ہفت روزہ الاصلاح

ایک بل کے ذریعہ جو قومی اسمبلی کی منظوری کے بعد آئین کا جزو بنا دیا گیا ہے مسئلہ ختم نبوت حل کر دیا گیا ہے اس بل کی رُو سے:۔

اب ہر وہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ ہر وہ شخص جو کسی کی نبوت کو مانتا ہے یا کسی ریفارمر کے آنے پر ایمان رکھتا ہے آئین کی رُو سے مسلمان نہیں کہلا سکے گا۔

اس بل کی رُو سے مسلمانوں کی اُس غالب اکثریت کا کیا بنے گا جو امام مہدیؑ کے نزول کی نہ صرف قائل ہے بلکہ امام مہدیؑ کو نہ ماننے پر کفر کا فتویٰ ایک صادر کر دیا جاتا ہے اور امام مہدیؑ کے متعلق اس بل کی رو سے کیا کہا جانا چاہیے؟ کیا وہ ریفارمر کے زمرے میں نہیں آتے؟

میرے نزدیک تو حکومت وقت نے یہ بل پاس کرا کر مسلمانوں کی غالب اکثریت کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیا ہے میں علمائے کرام سے یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ اب امام مہدی کا کیا بنے گا؟"

(محمد سعید عظمی چیچہ وطنی ضلع ساہیوال) (ہفت روزہ جریدہ الاصلاح لاہور جلد ۲۶ ۱۵ نومبر ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۰) مرسلہ سید احمد علی مربی جماعت احمدیہ گوجرانوالہ۔

قرآن حکیم اور معجزہ ید بیضا

متن تورات میں لفظی غلطی سے موسوی معجزہ داغدار ہو گیا تھا

مکرم جناب شیخ عبدالقادر صاحب محقق عیسائیت لاہور

قرآن کریم میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو بغل میں دبا لے۔ جب تو اُسے نکالے گا

"بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ" (طٰہٰ ۲۳)

تو وہ سفید ہو گا مگر بغیر کسی بیماری کے۔

اس مقام پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تفسیر صغیر میں مندرجہ ذیل نوٹ ہے:۔

"(تورات نے) ہاتھ کی سفیدی کو کوڑھ کی طرف منسوب کیا ہے (خروج ۴/۶) لیکن قرآن مجید جو تورات کے بالمقابل کتاب ہے اور بنو اسماعیل کے ایک فرد پر نازل ہوئی ہے۔ وہ موسیٰ پر سے یہ الزام دور کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہاتھ سفید نکلا۔ مگر اس کی سفیدی بیماری کی وجہ سے نہ تھی۔ یہود اور نصاریٰ کو یہ فرق دیکھ کر اور اپنی گندہ ذہنی کو دیکھ کر شرمانا چاہیے۔"

یہودی مفسر یہ کہتے ہیں کہ کوڑھ ایک ناقابل علاج مرض ہے۔ اعجاز یہ ہے کہ مرض پیدا ہوتا ہے اور آناً فاناً معدوم ہو جاتا ہے۔ کوڑھ ایک نبی کے جسم پر پیدا ہو۔ آج اہل کتاب دل سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ تورات میں الفاظ ہی ایسے ہیں کہ ترجمے میں نرمی تو پیدا کی جا سکتی ہے لیکن اصل بات اپنی جگہ باقی رہتی ہے۔ تورات نے بہرکیف ید بیضاء کو ایک لعنتی بنایا ہے۔ اردو تراجم یہ ہیں:۔

"(موسیٰ نے) اپنا ہاتھ جیب نکال کر دیکھا تو وہ کوڑھ سے برف کی مانند سفید تھا۔"

(خروج ۴/۶)

تورات میں ہے کہ کوڑھ ناپاک ہے۔ کوڑھی قریب بھی نہ پھٹکنے پائے۔ لکھا ہے کہ:۔

"جو کوڑھی اس بلا میں مبتلا ہو۔ اس کے کپڑے پھٹے اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹ ڈھانکے اور چلا چلا کر کہے۔ ناپاک۔ ناپاک۔ جتنے

دنوں تک وہ اس بلا میں مبتلا رہے وہ
ناپاک رہے گا اور وہ ہے بھی ناپاک۔
پس وہ اکیلا رہا کرے۔ اس کا مکان لشکر گاہ
سے باہر ہو۔"

(احبار ۱۳/۴۵-۴۶)

اس ہولناک بیماری کا تورات کے ایک پورے باب میں اتنے برے الفاظ میں ذکر ہے کہ کلیم اللہ کے معجزہ ید بیضا کو کوڑھ کی طرف منسوب کرنا یقیناً ایک قابل شرم بات ہے۔

۱۹۷۰ء میں بائیبل کا نیا ترجمہ شائع ہوا جس کا نام "نیو انگلش بائیبل" ہے۔ اس میں الفاظ کو کچھ نرم کر دیا گیا:۔

"His skin was diseased,
white as snow."

(جلد بیماری کے باعث برف کی طرح سفید ہو گئی)

گویا کوڑھ کی جگہ "بیماری" نے لے لی۔ لیکن یہ بیماری بھی تو وہی ہے جسے کوڑھ کہتے ہیں۔ چنانچہ تورات میں ہے کہ:۔

"خداوند کا غضب بھڑکا...... تو دیکھو
مریم برص سے برف کی طرح سفید نظر آئی۔"

(گنتی ۱۲/۹-۱۰)

یہاں بھی برص کی جگہ نیو انگلش بائیبل میں "بیماری" ترجمہ کیا گیا لیکن یہ بیماری کوڑھ ہی ہے۔

امریکہ کے یہودیوں نے تورات کا نیا ترجمہ شائع کیا ہے یہ ترجمہ ۱۹۶۲ء میں جیوئش پبلیکیشن آف امریکہ کی طرف سے شائع ہوا۔ انہوں نے بھی ترجمہ میں ترمیم کی ہے لیکن "داغ" دور نہیں ہوا:۔

"His hand was encrusted
with snowy scales."

(سفید چمکتے ہوئے دھبوں سے اس کا
ہاتھ داغدار ہو گیا تھا)

حاشیہ پر اشارہ کیا گیا کہ اس کا مقابلہ احبار ۱۳/۲ سے کرنا چاہیئے جہاں کوڑھ کے آغاز کے سلسلہ میں ذکر ہے کہ:۔

"اگر کسی انسان کے بدن کے چمڑے میں
ورم یا آبلہ یا سفید چمکتا ہوا داغ ہو تو
وہ کاہن کے پاس لایا جائے۔"

تورات میں ہے کہ یہ نشانی کوڑھ یا کسی جلدی بیماری کی ہے۔ یہودیوں کے نئے ترجمہ میں کوڑھ کا ذکر نہیں لیکن اس کا امکان اپنی جگہ پر ہے۔ الفاظ کچھ نرم ہو گئے ہیں۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن مریم کے بارہ میں جہاں برص کا ذکر ہے (گنتی ۱۲/۱۰) مذکورہ ترجمہ میں "snow white scales" اس کا ترجمہ کر دیا گیا ہے یعنی "سفید دھبے" گویا کوڑھ کی شروعات تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ بچا لی گئیں۔

—— (۲) ——

اب ہم نے دیکھنا ہے کہ تورات کے وہ کون سے الفاظ ہیں جن کے باعث ید بیضا کا معجزہ داغدار بن گیا۔ عبرانی متن میں ید بیضا کے بارہ میں "مصورعة كشلج" (خروج ۴/۶) کے الفاظ ہیں۔ یہی الفاظ مریم کے لئے ہیں (گنتی ۱۲/۱۰) پھر یہی الفاظ نعمان کوڑھی کے لئے آئے ہیں (سلاطین ۲: ۵/۲۷) ان الفاظ کا پرانا ترجمہ تو یوں ہے کہ:۔

"وہ برف کی مانند مبروص ہو گیا"

نیو انگلش بائیبل میں مذکورہ تینوں مقامات پر ترجمہ یہ ہے:۔

"اس کی جلد بیماری کے باعث برف کی
مانند سفید ہو گئی۔"

ظاہر ہے کہ کوڑھ کے لئے "مصرعۃ کثلج" ایک محاورہ ہے جسے خدا کے غضب کی علامت کہا گیا (گنتی ۱۲:۱۰) کلیم اللہ کے لئے اس کے برعکس ہونا چاہئے تھا۔ برو ئے بائیبل مریم اور ہارون خدا کی ناراضگی کے مورد تھے۔ ان کے لئے تو یہ محاورہ آیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے تو نہیں آنا چاہیئے تھا۔

عبرانی میں "صرعۃ" کے معنے کوڑھ کے ہیں۔ اس سے "مصوعۃ" بنا ہے۔ میم "من" کے لئے ہے۔ "من صرعۃ" برص کے باعث۔ "کثلج" "ثلج کی مانند"۔ برف کی مانند۔ "مبروص"۔ یا جلد کی بیماری کے باعث برف کی مانند سفید ہو جانا۔ عبرانی میں "صرع" ہے لیکن عربی میں "صرع" اور "صرح" دونوں مادے ہیں۔ عبرانی میں "صرح" (بالحاء) کا روٹ نہیں ملتا۔ "صرح" کے معنی عربی میں صاف ہونا۔ "صریح"۔ خالص اور واضح۔ "صراحیۃ"۔ خالص شراب۔ "صرّح" آسمان کا بے ابر ہونا۔ "صرح" کو عبرانی ڈکشنری میں "غیر مستعمل مادہ" کہا گیا ہے۔[1] علماء مانتے ہیں کہ عبرانی کے معنوں کی تعیین دوسری سامی زبانوں کی مدد سے ہوتی ہے۔ خصوصاً عربی اور سریانی کی مدد سے۔ قرآن حکیم نے "من غیر سوء" میں اشارہ کیا ہے کہ یہاں کوئی ایسا لفظ چاہیئے جس کے معنے "بے داغ" بغیر کسی بیماری کے ہوں۔ لفظ صریح ہے گویا "صرع" مادہ کی بجائے "صرح" مادہ ہے اس کے مطابق "مصرعۃ" کی بجائے "مصراحیۃ" چاہیئے۔ "مصراحیۃ کثلج" کی صورت میں معنے ہوں گے۔

"برف کی مانند خالص بے داغ۔ بغیر کسی
بیماری کے۔"

"من غیر سوء" کا یہ ایک ایسا بدل ہے جس سے سارا نقص دور ہو جاتا ہے۔ "صرع" (بالعین) اور "صرح" (بالحاء) کا آپس میں بدل جانا بالکل قرین قیاس ہے۔

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ "ید بیضا" کے لئے "صرح" کا لفظ تھا اور برص زدہ لوگوں کے لئے "صرع"۔ اشتباہ لفظی کے باعث یہ فرق قائم نہ رہ سکا۔ اس طرح "بے داغ" کا "داغدار" بن گیا۔

تورات میں اشتباہ لفظی کی وجہ سے غلطیاں عام ہیں گویا اصل بات "برف کی مانند داغدار" نہیں بلکہ "برف کی مانند بے داغ" ہے۔ اسی سے اندازہ لگائیں کہ قرآن حکیم نے کتنی خوبصورتی سے تورات کے متن کی اصلاح کی ہے۔ تورات نے "زبان" کو "زیان" کر دیا۔ "صرح" کو "صرع" بنا دیا۔ اس طرح "غیر سوء" - "سوء" ہو گیا۔

―――― (۳) ――――

اس طرح کی غلطیاں تورات میں عام ہیں۔ سریانی اور عبرانی بائیبل کے متن میں اس قسم کے لفظی اختلافات موجود ہیں جارج ایم۔ لامزا نے سریانی بائیبل کا انگریزی ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:-

"بائیبل میں اشتباہ حروف کی وجہ سے
اختلافات بلاشک و شبہ اس وقت پیدا
ہوئے جب بنی اسرائیل کی جلا وطنی میں
کتاب مقدس کا قدیم متن ضائع ہو گیا عزرا
نبی نے از سر نو ترتیب متن کا آغاز کیا۔"

[1] عبرانی کالڈی ڈکشنری

لامزا نے بطور مثال اشتباہ حروف کی ایک فہرست دی ہے اور بتایا ہے کہ قدیم عبرانی رسم الخط میں ملتے جلتے حروف کی وجہ سے بعض الفاظ اصل سے مختلف ہو گئے مثلاً عبرانی بائیبل میں "موشحا" ہے جس کے معنے "ساتھ" کے ہیں۔ سریانی متن میں یہ لفظ "مشحا" ہے جس کے معنے "تیل" کے ہیں۔ عبرانی میں "[illegible]" ہے جس کے معنے "[illegible]" کے ہیں۔ سریانی میں "[illegible]" ہے جس کے معنے "معصوم کو" [illegible] عبرانی میں "[illegible]" یعنی "[illegible]" ہے سریانی میں "واسقفا" [illegible] کے معنوں میں آیا ہے۔ عبرانی میں "قرمقوا" گاڈن اور سریانی میں "قرنا متھا" یعنی "سینگ" ہے۔ عبرانی متن کے مطابق سموئیل ۱۴:۲۰ میں "تین ٹکڑے" لکھا ہے۔ سریانی میں "ایک تہائی [illegible]" لامزا کی تحقیق میں سریانی متن [illegible] تبدیلی سے [illegible] تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں [illegible] "مرحہ" ہو گیا۔ "مرح" کے معنے وادی۔ "مرح" [illegible] کے ہیں اور "مرح" کے معنے سامی زبانوں میں [illegible] ہیں۔ مختصر یہ کہ قرآن حکیم نے "صرحاً من قواریر" کے الفاظ میں تورات کی غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

"مصرحہ" غلطی سے "مصرحہ" پڑھا گیا جس کے معنے "من قواریر" کے ہیں۔ قرآن حکیم کا یہ کتنا بڑا اعجاز ہے کہ اس نے مروجہ تورات کی ایک ایسی غلطی نکالی ہے جو کہ [illegible] ہزار سال سے [illegible] تھی۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] "[illegible] کشتلج"

برف کی مانند مبروص" تورات کا محاورہ ہے جو کہ کوڑھیوں کے لئے آیا ہے۔ اسے خدا کے غضب کی علامت بتایا گیا۔ یہ معجزہ کو اس کے برعکس "مصرحہ کشتلج" کہا گیا تھا۔ لیکن اشتباہ نقطی کے باعث کاتب نے صرح کو بالعین کر دیا۔ اس نے مضمون کی تبدیلی کو ملحوظ نہیں رکھا۔ "برف کی مانند بے داغ" کو "برف کی طرح برص کے داغوں والا" متن مشہور ہو گیا۔ قرآن شریف دنیا کی پہلی کتاب ہے جس نے اس داغ کو دور کیا ہے۔

ضروری حوالے

آثار قدیمہ کے ماہر اور بائیبل کے عالم ملار بروز اپنی کتاب "what mean these stones" میں لکھتے ہیں کہ عبرانی الفاظ کے معنی صرف سامی زبانوں کی مدد سے متعین ہوتے ہیں خصوصاً عربی اور سریانی سے کام لیا جاتا ہے۔ اب دیکھیئے "صرح" عبرانی میں متروک لفظ ہے لہٰذا "صرح" کا "صرح" بن جانا قرین قیاس ہے

(۲)

GESENIUS کی عبرانی کالدی ڈکشنری میں ہے کہ "صرح" عبرانی میں "an unused root" ہے۔ استعمال میں نہیں آتا۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ یہ مادہ عربی میں واضح طور پر موجود ہے۔ مثالیں دیتے ہیں۔ "صرح" کے معنے صاف ہونا صرحۃ۔ سپاٹ میدان۔ "صرح"۔ بلند عمارت۔ مینار۔ عبرانی میں "صرح" روٹ کا کام دوسرے مشابہ مادوں سے لیا جاتا ہے مثلاً صہر۔ صحر۔

(باقی صفحہ ۳۲ پر دیکھئے)

آپ سے بڑھ کے نہیں کوئی بھی پیارا مجھ کو

محترم مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری ایم اے

آپ نے جب بھی محبت سے پکارا مجھ کو
زندگی ہونے لگی پھر سے گوارا مجھ کو

آپ کی ایک تجلی کی ضیاؤں کے طفیل
مل گیا اپنے مقدر کا ستارا مجھ کو

کیا ہوا اگر مجھے ٹھکراتے ہیں دنیا والے
آپ کے لطف و کرم کا ہے سہارا مجھ کو

ہم سفر آپ مرے ہوں تو کوئی خوف نہیں
بحرِ ظلمات بھی لگتا ہے کنارا مجھ کو

در کھلا آپ کی رحمت کا ہے سب پر مولیٰ
مری بخشش کا بھی مل جائے اشارا مجھ کو

گو سراپا ہوں خطاکار و گنہگار مگر
آپ سے بڑھ کے نہیں کوئی بھی پیارا مجھ کو

نفسِ امارہ نے جس دم بھی گرانا چاہا
آپ نے بڑھ کے دیا اپنا سہارا مجھ کو

مکتوب برطانیہ[1]

محترم جناب بشیر احمد صاحب رفیق۔ امام مسجد لندن

مادیت پرست اور مغربی تعلیم یافتہ طبقہ مالی اور معاشی آسودہ حالی کو اپنی زندگی کا مطمح نظر قرار دے کر مذہب اور اس کے ماننے والوں کو فرسودہ خیالات کا حامل قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک کامیاب، خوشحال اور با مراد زندگی اس بات کا نام ہے کہ معاشی طور پر زیادہ سے زیادہ مال میسر آئے۔ اور روزمرہ کی زندگی میں زیادہ سے زیادہ آرام مہیا ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے مالی استحکام اور زیادہ سے زیادہ کمانے کی ایک نہ ختم ہونے والی دوڑ "مغرب" میں جاری ہے زندگی کی تمام اقدار کا محور یہاں صرف دولت بن کر رہ گیا ہے۔

جہاں تک مادی ذرائع کے حصول، آرام و آسائش اور معاشی خوشحالی کا تعلق ہے۔ موجودہ دور کا یورپ جنت ارضی کا سماں پیش کر رہا ہے۔ ہر گھر میں زندگی کو آرام دہ بنانے کے لئے ہر قسم کے سامان موجود ہیں۔ عورتوں کو بازار سے بنے بنائے کھانے مل جاتے ہیں۔ جو چند منٹ میں گرم کر کے کھانے کی میز پر رکھے جا سکتے ہیں۔ اس طرح انہیں باورچی خانہ کی جاہمی سے نجات مل گئی ہے برتن صاف کرنے کے لئے مشینیں موجود ہیں۔ کپڑے سینے پرونے اور سویٹر وغیرہ بننے کا فن اب قصّہ پارینہ بن چکا ہے کیونکہ مرد و عورت کے تمام کپڑے سلے سلائے ہر ناپ اور سائز میں بازار سے مل جاتے ہیں۔ گھروں کی صفائی کے لئے بجلی کی مشینیں موجود ہیں جو چند منٹ میں سارے گھر کو شیشہ کی طرح صاف کر دیتی ہیں۔ بچوں کے لئے جب ذرا بڑے ہو جائیں تو نرسریاں ہر محلہ میں ہیں تا ماؤں کو صبح کا فارغ وقت مل سکے۔ شام کو ہر گھر میں رنگین ٹیلی ویژن پر دنیا جہان کی مخرب اخلاق فلمیں اور مار دھاڑ۔ ڈاکہ زنی۔ قتل و غارت پر مشتمل مناظر سے بھرپور ڈرامے دکھائے جاتے ہیں۔ سارا خاندان ٹیلی ویژن کے گرد بیٹھ جاتا ہے۔ یہ پروگرام رات کے ایک بجے تک جاری رہتے ہیں۔

مردوں کی دنیا بھی ریڈیو اور ٹی وی کی وجہ سے بالکل بدل چکی ہے۔ علمی کتابیں پڑھنے۔ اعلیٰ لٹریچر تیار کرنے کا شوق اور نت نئی دریافتوں کی دوڑ اب ختم ہو چکی ہے اچھی کتابیں پڑھنے کے لئے اب وقت ہی کہاں ہے۔ صبح کام پر گئے شام کو کام سے آئے۔ کھانا کھایا اور ٹی وی کے گرد بیٹھ گئے رات کو سو گئے۔ اس میں علمی ترقی کے لئے کتاب پڑھنے کا وقت کہاں سے آئے؟

دولت کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ ایک مزدور بھی اوسطاً ہفتہ میں تیس چالیس پونڈ آسانی کما لیتا ہے۔

بوجہ رفاہی مملکت ہونے کے تعلیم۔ ڈاکٹری مشورہ دوائی۔ بچوں کے لئے دودھ و وٹامن وغیرہ مفت مل جاتے

۱۔ [illegible] "مکتوب برطانیہ" [illegible] جزاہ اللہ خیراً۔ (ایڈیٹر)

ہیں۔ غرضیکہ مالی اور معاشی خوشحالی کے لحاظ سے آج یورپین معاشرہ اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ کسی چیز کی ان کو کمی نہیں ہے کھانے کو بافراط ملتا ہے۔ عیاشی کا ہر سامان موجود ہے۔

لیکن اب سوال حل طلب یہ ہے کہ کیا اس خوشحالی کو پالینے کے بعد اور اپنے منزلِ مقصود پر پہنچ جانے کے بعد یہ لوگ واقعی خوشحال ہیں اور سچی اور دائمی خوشی سے مالا مال ہیں؟ اگر تو ایسا ہے تو پھر تو انہوں نے اپنی منزلِ مقصود کو پا لیا ہے اور ان کا یہ دعویٰ درست ثابت ہو گیا کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد معاشی استحکام ہی ہے۔ لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہے اور باوجود مال و دولت، آرام و آسائش اور ذہنی تفریح کے بے حساب سامانوں کے مہیا ہونے کے یہ معاشرہ اضطراب بے چینی اور خود غرضی کا شکار ہے تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ انہوں نے صحیح جانب قدم نہیں اٹھایا تھا اور نہ ہی منزلِ مقصود کا تعین درست تھا۔

اعداد و شمار اور حقائق پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ یورپین معاشرہ مسلسل خودکشی کا ارتکاب کر رہا ہے۔ اور ایک تکلیف دہ ذہنی اور روحانی بے چینی اور اضطراب کا شکار ہے۔ مادی ترقی نے ان کو مال و دولت تو دے دیا ہے لیکن ذہنی اور روحانی اطمینان اور سکون چھین لیا ہے۔ یہ کتنا مہنگا سودا ہے جو ان اقوام کو کرنا پڑا ہے۔

ایک تازہ ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق انگلستان میں [illegible] ایک کروڑ اسی لاکھ افراد سونے کی گولی کھائے بغیر نیند کی نعمت سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ یہ افراد [illegible] گولیوں کے غلام بنے رہتے ہیں۔ اسی ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق ان لوگوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جو رات کو اطمینان اور سکون کی نیند نہیں سو سکتے۔ آخر بے خوابی کس بات سے پیدا ہوتی ہے؟ اسی وقت جب ذہن کسی کشمکش کا شکار ہو۔

اسی رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۲۰ لاکھ افراد کو باقاعدہ Tranquilisers کی گولیاں لینی پڑتی ہیں۔ یہ گولیاں اعصاب کو اعتدال پر لاتی ہیں اور ذہنی بے چینی اور گھبراہٹ کو دور کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ اگر ان لوگوں کو بروقت یہ گولیاں نہ ملیں تو ان میں سے اکثر خودکشی کے ارتکاب سے بھی دریغ نہیں کرتے۔

پچھلے سال ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ پچھلے چند سالوں سے دماغی بیماریاں زور پکڑتی جا رہی ہیں۔ انگلستان کے ہسپتالوں میں داخل ہونے والے مریضوں میں سے [illegible] حصہ ان مریضوں کا ہوتا ہے جو ذہنی امراض اور بے چینی کا شکار ہوتے ہیں اور یہ مریض بعض اوقات سالہا سال ہسپتالوں میں رہنے پر مجبور ہوتے ہیں اور پھر ذہنی پراگندگی اور الجھن کا آخری تکلیف دہ علاج خودکشی کی صورت میں بھی اکثر لوگ خود کر لیتے ہیں۔ ہر سال برطانیہ میں ہزاروں افراد اپنی زندگی کو یا تو خود ختم کر دیتے ہیں یا ختم کر دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ خودکشی کرنے والوں میں ایک بڑی تعداد یونیورسٹی طلباء کی بھی ہوتی ہے۔ حال ہی میں "ورلڈ میڈیسن" نامی رسالہ میں ایک مضمون مندرجہ ذیل عنوان سے شائع ہوا ہے:۔

"Suicide: is society at breaking point."

اس مضمون میں پروفیسر [illegible] تحریر کرتے ہیں:۔

"ایڈنبرا میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد میں ۱۹۳۰ء کی نسبت بہت زیادہ اضافہ ہوا

ہے ۱۹۴۳ء میں خودکشی کی کوشش کرنیوالوں
کی تعداد ۷۰۰۰ تھی جبکہ اس سال یہ تعداد ۱۰۰۰۰
ہو گئی ہے۔ کیمبرج میں ۱۹۶۱ء اور ۱۹۶۴ء کے
درمیان خودکشی کی کوشش کرنے والوں کی تعداد
۹ء۳۱ فیصدی سے بڑھ کر ۸۶ء۲ فیصد ہو گئی ہے"

یہ اعداد و شمار صرف ان خودکشی کے واقعات کے ہیں جو ہسپتال میں داخل ہو سکے تھے۔ وہ تعداد (جو بہت بڑی ہے) اس میں شامل نہیں جن کو ہسپتال بھی نصیب ہی نہ ہو سکا۔

مالی آسودگی اور معاشی خوشحالی کا ایک اور خوفناک نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں abortions ہوتی ہیں گویا ایک طرف تو زندگی کو اپنے ہاتھوں ختم کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف زندگی کا سفر شروع ہونے سے قبل ہی ماں کے پیٹ میں بچے کو موت کی نیند سلایا جا رہا ہے۔ انگلستان میں چونکہ Abortion اب جرم نہیں رہا ہے اس لئے یورپ سے بھی ہزاروں خواتین اپنے آپ کو آئندہ پیدا ہونے والی نسل سے چھٹکارا پانے کے لئے برطانیہ کا رُخ کرتی ہیں۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مالی فراوانی کے نتیجہ میں ملک میں جرائم کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوتی کیونکہ کثیر دولت کے پیش نظر تو کرنے کی اب کوئی وجہ باقی نہ تھی۔ ہر کسی کو وافر رزق میسر ہے لیکن حیرت کی بات ہے کہ ہر سال جرائم میں [illegible] تشویشناک حد تک اضافہ ہو رہا ہے۔ قتل و غارت، ڈاکے اور بینکوں کی لوٹ کھسوٹ دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ پولیس کی رپورٹیں جو سالانہ یہاں اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔ اس بات پر تشویش کا اظہار کرتی ہیں کہ اگر یہ رَو جرائم کی نہ روکی جا سکی تو اس ملک کا نہ جانے کیا حشر ہوگا۔

ان اعداد و شمار پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ محض معاشی استحکام اور مال و دولت کی فراوانی کسی معاشرہ کو ذہنی اور روحانی اندرونی خوشحالی اور اطمینان اور سکون کی نعمت نہیں دے سکتی۔ سکون کی نعمت کے لئے اللہ تعالیٰ سے تعلق ضروری ہے۔ أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ کا نسخہ بارہا آزمایا جا چکا ہے اور ہر دفعہ کامیاب رہا ہے۔ جب ہم انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کے ابتدائی متبعین کی زندگیوں کو دیکھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ باوجود غربت اور معاشی تنگی کے ان میں خودکشی کی کوئی مثال نہیں ملتی نہ ہی شراب۔ جرائم میں دلیری وغیرہ ان کے قریب بھی نہ پھٹکتی۔ یہ لوگ سکون اور اطمینان کی نعمت سے مالا مال ہوتے ہیں اور ان کی زبانوں پر ہر وقت شکر کے کلمات ہی رہتے ہیں۔

آج بھی مغرب اور مشرق کی نجات صرف اسی میں ہے کہ بے شک مالی اور معاشی استحکام کے لئے جدوجہد کریں لیکن یہ استحکام ان کی منزلِ مقصود نہ ہو بلکہ منزل کو پہنچنے کا ایک ذریعہ ہو۔ اصل منزل اللہ تعالیٰ کو پانے کی ہو اور اس سے تعلق پیدا کرنے کی ہو۔

قرآن حکیم اور معجزہ ید بیضاء۔ بقیہ صفحہ ۲۸

——(۳)——

پیکس[۱] بائبل کومنٹری میں ہے کہ جب بنی اسرائیل کنعان میں داخل ہوئے تو عربی بولتے تھے۔ عربی کی ایک شاخ آرامی عربی ان کی زبان تھی۔ تورات کی زبان لسانِ کنعان یعنی عبرانی ہے (یسعیاہ ۱۹/۱۸) لیکن ظاہر ہے تورات کا نزول عربی میں ہوا تھا۔ عربی سے عبرانی میں بہت بعد میں منتقل ہوئی۔ اس تبدیلی میں "صوح" کا "صوع" ہو جانے کا امکان

۱؎ پیکس بائیبل کومنٹری جدید ایڈیشن کالم 53 h

کتاب اللہ کا فیصلہ

محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد

قرآن مجید خدائے عزّوجل کی آخری اور کامل و مکمل شریعت ہے جو دنیا کے جملہ دینی مباحث و مسائل حل کرنے کے لئے واضح راہ نما، دائمی منصف اور مستقل جج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے :-

(۱) "وَإِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ"

(طارق: ۱۴)

کہ یہ کتاب غیر منسوخ اور دائمی ہے۔ ہر تنازعہ کا فیصلہ کرنے والی ہے۔

(۲) "أَفَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا ۚ وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ ۖ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ۔" (الانعام: ۱۱۵)

"میں بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور حَکَم جو مجھ میں اور تم میں فیصلہ کرے مقرر نہیں کر سکتا وہ وہی ہے جس نے تم پر مفصّل کتاب نازل کی۔ سو جن کو اس کتاب کا علم ہو گیا ہے وہ اس کا منجانب اللہ ہونا خوب جانتے ہیں سو تو شک کرنے والوں میں سے مت بن۔"

(تصدیق النبی صٓ)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے کتاب اللہ کی اس حاکمانہ شان کا تذکرہ بایں الفاظ فرمایا ہے کہ :-

"خدا تعالیٰ کا پاک کلام قرآن شریف ہمارے پاس موجود ہے۔ مسائل مختلفہ میں فیصلہ کرنے اور حق پانے کے واسطے مسلمانوں کو اوّل قرآن ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد ۱۰۔ صفحہ ۲۵۵)

آپ نے مسلمانانِ عالم کو یہ فراموش شدہ سبق یاد دلاتے ہوئے ہر طالبِ حق کو نہایت درد و سوز سے تحریک فرمائی کہ :-

"منہاجِ نبوت پر اس سلسلہ کو آزمائیں اور پھر دیکھیں کہ حق کس کے ساتھ ہے؟ خیالی اصولوں اور تجویزوں سے کچھ نہیں بنتا اور نہ میں اپنی تصدیق خیالی باتوں سے کرتا ہوں۔ میں اپنے دعویٰ کو منہاجِ نبوت کے معیار پر پیش کرتا ہوں پھر کیا وجہ ہے کہ اسی اصول پر اس کی سچائی کی آزمائش نہ کی جاوے۔"

(ملفوظات۔ جلد ۴۔ صفحہ ۳۴)

قرآن حمید کا یہ بے مثال معجزہ اور نشان ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس پاک کلام میں متعدد ایسے اصول متعین فرمائے ہیں جن سے ہر ایک مامورِ ربانی اور مرسلِ یزدانی کی حقانیت و صداقت بآسانی معلوم کی جا سکتی ہے۔

پہلا اصول۔ علیٰ وجہ البصیرت دعوت الی اللہ

"قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ
عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ"۔
(یوسف : ۱۰۸)

یعنی تو کہہ میرا یہ طریق ہے کہ میں اور میرے پیرو علیٰ وجہ البصیرت اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا۔ ہم نے اُس خدا کی آواز سُنی اور اس کے پُرزور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بُلاتے ہیں۔"

(کتاب البریہ۔ صفحہ ۶۵)

آپ نے جلسہ اعظم مذاہب لاہور (۱۸۹۶ء) میں با آوازِ بلند یہ منادی کی:۔

"ایک اسلام ہی ہے جس میں خدا بندہ سے قریب ہو کر اس سے باتیں کرتا اور اس کے اندر بولتا ہے اور اس کے اندر اپنا تخت بناتا اور اس کے اندر سے آسمان کی طرف کھینچتا ہے ..... میں بنی نوع انسان پر ظلم کروں گا اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی)

~ وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم !!
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

اس کے برعکس اہلحدیث کے مشہور ایڈووکیٹ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی نے اس جلسہ میں یہ تسلیم کر لیا کہ:۔

"امت محمدیہ کے بزرگ ختم ہو چکے۔ بے شک وارث انبیاء و ولی تھے۔ وہ کرامت رکھتے اور برکات رکھتے تھے لیکن وہ نظر نہیں آتے۔ زیر زمین ہو گئے۔ آج اسلام ان کرامت والوں سے خالی ہے۔ اور ہم کو گزشتہ اخیار کی طرف حوالہ کرنا پڑتا ہے ہم نہیں دکھا سکتے۔"

(رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب۔ صفحہ ۱۴۶۔ طبع دوم)

دوسرا اصول۔ اظہار علی الغیب

"فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احدًا ۙ
اِلّا من ارتضیٰ من رّسولٍ۔"
(الجن: ۲۷-۲۸)

ترجمہ: "غیب کا ایسا دروازہ کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب ہو اور غیب اس کے قبضہ میں ہے۔ یہ تصرّف علمِ غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۳۶)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کی بے شمار خبروں میں سے جو روزِ روشن کی طرح پوری ہو چکی ہیں بطور نمونہ صرف ایک پیشگوئی ملاحظہ ہو۔ آپ نے ۱۸۹۱ء میں اپنے دعویٰ مسیحیت کی پہلی کتاب فتح اسلام میں یہ خبر دی کہ:-

"تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔" (صفحہ ۴۷)

یہ پیشگوئی آج کس شان سے ظہور پذیر ہو رہی ہے اس کا حیرت انگیز اعتراف جناب مولوی عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:-

(الف) "پہلا ضابطہ قیام و ارتقاء یہ ہے۔

وما ینفع الناس فیمکث فی الارض

ہر وہ چیز جو انسانیت کیلئے نفع رساں ہو اسے زمین پر قیام و بقا عطا ہوتا ہے...... قادیانیت میں نفع رسانی کے جو جوہر موجود ہیں ان میں اوّلیت اہمیت اس جدوجہد کو حاصل ہے جو اسلام کے نام پر وہ غیر ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں۔ تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں۔ سیّد المرسلین صلعم کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں۔ ان ممالک میں مساجد بنواتے ہیں اور جہاں کہیں ممکن ہو اسلام کو امن و سلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔"

(ب) "غیر مسلم ممالک میں قرآنی تراجم اور اسلامی تبلیغ کا کام صرف اسی اصول "نفع رسانی" کی وجہ سے قادیانیت کے بقا اور وجود کا باعث ہی نہیں ہے۔ ظاہری حیثیت سے بھی اس کی وجہ سے قادیانیوں کی ساکھ قائم ہے۔ ایک عبرت انگیز واقعہ خود ہماری آنکھوں کے سامنے وقوع پذیر ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں جب جسٹس منیر انکوائری کورٹ میں علم اور اسلامی مسائل سے دل بہلا رہے تھے۔ اور تمام مسلم جماعتیں قادیانیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی جدوجہد

ہیں مصروف تھیں ۔ قادیانی علی النبی دنوں ڈچ اور بعض دوسری غیر ملکی زبانوں میں ترجمۂ قرآن کو مکمل کر چکے تھے۔ اور انہوں نے انڈونیشیا کے صدر حکومت کے علاوہ گورنر جنرل پاکستان مسٹر غلام محمد اور جسٹس منیر کی خدمت میں یہ تراجم پیش کئے۔ گویا وہ بزبان حال و قال یہ کہہ رہے تھے کہ ہم ہیں وہ غیر مسلم اور خارج از ملت اسلامیہ جماعت جو اس وقت جبکہ ہمیں آپ لوگ "کافر" قرار دینے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ ہم غیر مسلموں کے سامنے قرآن ان کی مادری زبان میں پیش کر رہے ہیں۔"

(المنیر ۲ مارچ ۱۹۵۶ء)

؎ جبکہ کہتے ہیں کہ کاذب پھولتے پھلتے ہیں
پھر مجھے کہتے ہیں کاذب دیکھ کر میرے ثمار

تیسرا اصول ۔ نصرت الٰہی

"اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔"

(مومن : ۵۲)

"ہمارا قانون قدرت یہی ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں اور ایمانداروں کو دنیا اور آخرت میں مدد دیا کرتے ہیں۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ حصہ پنجم)

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے اس آیت کو بھی اپنی صداقت کے سلسلہ میں پیش کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے پھر اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا ہے میں اس کی تائیدوں کا ایک زندہ نشان ہوں۔۔ ...... وہ خدا جو ہمیشہ اپنے بندوں کی حمایت کرتا ہے۔ اور جس نے راستبازوں کو غالب کر دکھایا ہے۔ اس نے میری حمایت کی اور میرے مخالفوں کے خلاف ان امیدوں اور منصوبوں کے بالکل برعکس اس نے مجھے وہ قبولیت بخشی کہ ایک خلق کو میری طرف متوجہ کیا۔ جو ان مخالفتوں اور مشکلات کے پردوں اور روکوں کو چیرتی ہوئی میری طرف آئی اور آ رہی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۱۶)

نیز لکھتے ہیں:۔

"کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ کوششیں تو اس غرض سے کی گئیں کہ یہ تخم جو بویا گیا ہے۔ اندر ہی اندر نابود ہو جائے اور صفحۂ ہستی پر اس کا نام و نشان نہ رہے مگر وہ تخم بڑھا اور پھولا اور ایک درخت بنا اور اس کی شاخیں دور دور چلی گئیں۔ اور اب وہ درخت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ ہزارہا پرند اس پر آرام کر رہے ہیں۔"

(نزول المسیح ۔ صفحہ ۸)

واضح اعترافات

عبدالرحیم صاحب اشرف مدیر المنبر لائلپور تحریر کرتے ہیں:۔

(۱) "ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ، تعلق باللہ، دیانت، خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبدالجبار غزنوی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری۔ اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ وغفرلہم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہم پایہ ہوں۔"

(۲) "ان اکابر (نوراللہ مرقدہم) کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے۔ تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے۔ بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں (گزشتہ ہفتہ روس اور امریکہ کے دو سائنسدان ربوہ وارد ہوئے) اور دوسری جانب ۱۹۵۳ء کے ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا ۱۹۵۶-۵۷ء کا بجٹ ۲۵ لاکھ کا ہو۔"

(۳) "۱۹۵۳ء کے وسیع ترین فسادات کے بعد جن لوگوں کو یہ وہم لاحق ہو گیا ہے کہ قادیانیت ختم ہو گئی۔ یا اس کی ترقی رک گئی انہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ بلدیاتی اداروں میں (بلکہ بعض اطلاعات کی بنا پر) مغربی پاکستان اسمبلی میں قادیانی ممبر منتخب کئے گئے ہیں"

(ہفت روزہ المنبر۔ لائلپور۔ ۱۳ فروری ۱۹۵۶ء)

(باقی آئندہ شمارہ میں ۔ انشاء اللہ العزیز)

قرآن پاک کی بے نظیر شان

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

(درثمین اردو)

آزماؤ ہمیں قرآن کے پیمانوں سے

محترم جناب چوہدری علی محمد سرور بی اے بی ٹی

رونقِ بزم تھی اک وقت مسلمانوں سے
شوکتِ دین تھی قائم انہی فرزانوں سے

تاجدارانِ جہاں سہمے ہوئے رہتے تھے
ہیبتِ دین تھی باقی انہی دیوانوں سے

جب مسلمانوں نے قرآن کو پیچھے چھوڑا
جا پڑے قعرِ مذلت میں جہانبانوں سے

یوں مسلمان نہ اخلاق سے گرتے زنہار
گر سبق لیتے وہ قرآن کے افسانوں سے

نفسِ امارہ کے بے دام ہوئے ہیں وہ غلام
کیوں نہ امید پشیماں ہو مسلمانوں سے

جب مسلمانی ہوئی دہر میں زندہ درگور
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانوں سے

سرکٹے پھرتے ہیں یورپ میں غلامانِ رسولؐ
مئے توحید لگی بٹنے خمستانوں سے

کوہ و دریا سے گزرتے ہوئے پہنچیں گے سپین
مسجدیں تا ہوں پھر آباد مسلمانوں سے

نورِ اسلام سے بھر جائے گی مغرب کی زمیں
مجھ کو آتی ہے صدا عرش کے ایوانوں سے

تم مسلمان ہی پاؤ گے محمدؐ کی قسم
آزماؤ ہمیں اسلام کے پیمانوں سے

ہم بھی انسان ہیں ہم سے بھی کرو ایسا سلوک
جیسے انسان کیا کرتے ہیں انسانوں سے

سرزمیں ربوہ کی پھر آج ہے سرورِ گلزار
آج ہے مشکِ حرم دین کے پروانوں سے

سنگ و آہن

محترم جناب نسیم سیفی صاحب - ربوہ

کچھ لوگ رہبر کچھ لوگ رہزن
یہ بھی ہیں دشمن، وہ بھی ہیں دشمن

بنتی نہیں رہگزاروں سے ان کی
رہتی ہے منزل سے ان کی ان بن

ہے تاجِ شاہی ان کو میسّر
بے سر ہے صدیوں سے جن کی گردن

لے جاؤ سب کچھ جو ہاتھ آئے
میرا اثاثہ ہے ایک مدفن

ہم اک خرابے میں رہ رہے ہیں
بستی، ہماری ہو لاکھ مسکن

غصّے کی دولت تقسیم کر دو
تم جانتے ہو شفقت کا یہ فن

میں تو تمہاری خاطر ہی چپ ہوں
ہے خامشی پر بھی کوئی قدغن؟

تدبیرِ مہر و مہ کہکشاں ہے
تقدیر اپنی ہے سنگ و آہن

ہم اور ہمارے نغمے ہی نغمے
تم اور تمہارا شیون ہی شیون

گو ہے نسیم آج کچھ کچھ اندھیرا
کل کی فضا ہے روشن ہی روشن

دیکھتے جاؤ!

محترم جناب مولوی محمد شفیع صاحب اشرف مبلغ انڈونیشیا

دیکھتے جاؤ ابھی آہ و فغاں ہونے تو دو
جو گزرتی ہے دل و جاں پر بیاں ہونے تو دو

نالہ ہائے غم ذرا اُٹھنے تو دو سوئے فلک
خونِ دل اشکوں کی صورت میں رواں ہونے تو دو

ذکر کر لینے تو دو اُن سے دلِ پُر سوز کا
سامنے اُن کے بیاں یہ داستاں ہونے تو دو

کس طرح تقدیر کا چکر چلے گا دیکھیے
ہاتھ مظلوموں کے سوئے آسماں ہونے تو دو

آئے گی افلاک سے زخموں کی مرہم آئے گی
راہِ حق میں جسم و جاں کو خونچکاں ہونے تو دو

دیکھنا پھر کس طرح آغوش میں لیتا ہے حسن
پہلے اپنے عشق کا تم امتحاں ہونے تو دو

گردشِ کون و مکاں ہے جس خدا کے ہاتھ میں
اُس خدائے دو جہاں کو مہرباں ہونے تو دو

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اشرف دیکھیے
تم ذرا اُس یار کا چہرہ عیاں ہونے تو دو

شذرات

۱۔ مفسرین کی تفسیریں اور پرویز صاحب

پرویز صاحب لکھتے ہیں :۔

"یہ جو کہا جاتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے جو کچھ فرما دیا ہے قرآن کی تفسیر وہی ہے اس سے الگ کوئی تفسیر کرنا الحاد اور بے دینی ہے تو ان کی پیش کردہ تفسیر کی حقیقت کیا ہے۔ کیا ہم یہ تفسیریں پیش کر کے کسی کے سامنے مُنہ دکھانے کے قابل بھی رہتے ہیں ؟"

(طلوعِ اسلام۔ لاہور۔ فروری ۱۹۷۵ء صفحہ ۲۹)

الفرقان :۔ جو بات پرویز صاحب نے دوسری تفاسیر کے متعلق لکھی ہے وہی بات علماء ان کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں۔ اندریں حالات کسی حَکَم عدل کی تفسیر کو "الگ تفسیر" کہہ کر رد کر دینا بڑی زیادتی ہے۔

۲۔ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ پر ظالمانہ فتووں کی طومار

جناب زبیدی صاحب لکھتے ہیں :۔

"۲۴ ذی قعدہ ۱۲۴۶ھ وہ ہے کہ اس دن تک جس کو سو برس سے زائد ہو گئے شاید کوئی دن طلوع ہوا ہو جس کی صبح کو اس شہیدِ اسلامؒ (شاہ اسمٰعیل شہیدؒ) کی تکفیر و تضلیل میں کوئی فتویٰ نہ نکلا ہو۔ لعنت و سب و شتم کا کوئی صیغہ استعمال کیا گیا ہو۔ فقہ و فتاویٰ کی دلیل ایسی نہیں جو اس کے کفر کے ثبوت میں نہ پیش کی ہو۔ وہ ابوجہل و ابولہب سے زیادہ دشمنِ اسلام۔ خوارج و مرتدین سے مارق الدین و خارج از اسلام۔ فرعون و ہامان سے زیادہ مستحق نار۔ کفر و ضلالت کا بانی۔ بے ادبوں اور گستاخوں کا پیشوا۔ شیخ نجدی کا مقلد و شاگرد بنایا گیا۔"

(ہفت روزہ اہلحدیث لاہور۔ ۲۴ جنوری ۱۹۷۵ء)

الفرقان :۔ آہ! یہ کتنی افسوسناک حقیقت ہے کہ اس دنیا کے فرزند ہمیشہ سے اتقیاء و ابرار پر اسی طرح تکفیر و تضلیل کے فتوے لگاتے آئے ہیں۔ اے کاش! آج بھی لوگ عبرت حاصل کریں۔

۳۔ مسلمانوں کی حکومت اور واقعۂ کربلا میں عبرت

شہادتِ امام حسینؓ کے موضوع پر جناب شورش کاشمیری نے پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے زیرِ اہتمام تقریر کے دوران اسلامی نظامِ خلافت کی بادشاہت میں تبدیلی کی بنیاد پر یزید کی حکومت کے دوران پیدا ہونے والی قباحتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا :۔

"اسلامی ریاستوں میں جزیہ صرف ذمیوں کے لئے تھا لیکن اب جزیہ اُن مسلمانوں پر باقی رہا جو تازہ تازہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے لیکن **حکمران جماعت کو اُن کا اسلام قبول نہ تھا** وہ اُن پر الزام عائد کرتے کہ جزیہ سے بچنے کے لئے مسلمان ہوئے ہیں لہٰذا جزیہ ادا کریں ...... ان حالات میں اسلام کی مثالی ریاست کا تصور عنقا ہو گیا اور پہلی صدی ہی میں ایک ایسی حالت پیدا ہو گئی کہ اسلام اپنے ہی گھر میں درماندہ ہو کر شقی القلب حکمرانوں کے ہتھے چڑھ گیا..... کربلا کا حادثہ و المیہ تاریخ کی ایک ایسی روایت ہے کہ اس کے مقابلہ میں اسی عنوان سے کوئی دوسری روایت نہیں۔

آپ اس پر انشراحِ صدر سے سوچیئے تو بہت سی عالمگیر سچائیاں آپ کے غور و فکر کی وادیوں میں کھلتی چلی جائیں گی اور آپ جلد معلوم کر لیں گے کہ حسین علیہ السلام حکومت سے کیوں ٹکرائے اور ایک **مسلمان حکومت** نے اپنے آقا و مولیٰ کی اولاد پر شقاوت و بیدردی کا وار کیوں کیا؟ اس سے کئی چیزیں ابھرتی ہیں۔ سب سے بڑی چیز تو یہ کہ طاقت کسی کی دوست نہیں ہوتی۔ وہ اوامر کی دشمن اور نواہی کی حلیف ہوتی ہے۔ اپنے تئیں قائم رکھنے کے لئے وہ خدا کے خوف کو آگ لگا کر عاقبت کے چہرے کو دہکاتی ہے ہم مسلمانوں کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے کہ طاقت نے آلِ رسولؐ سے انصاف نہ کیا تو اور کس سے انصاف کر سکتی ہے؟"

(چٹان۔ لاہور ۲۸ فروری ۷۵ء ص ۵)

الفرقان:- اقتباس اپنے مفہوم میں واضح ہے خدا ترسی سے واقعات پر نظر کرنی چاہیئے۔

۴۔ معرکۂ کربلا اہلحدیثوں کی نظر میں۔

کربلا کے واقعہ کو "معرکۂ حق و باطل" کہنے کی تردید میں اہلحدیثوں کا ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور لکھتا ہے کہ:-

(الف) "معرکہ ہوتا حق و باطل اور کفر و اسلام کا۔ اور صحابہؓ و تابعین اس سے نہ صرف یہ الگ رہتے بلکہ حضرت حسینؓ کو بھی اس سے روکتے؟ کیا ایسا ممکن تھا؟"

(ب) "واقعہ یہ ہے کہ سانحۂ کربلا کو معرکۂ حق و باطل باور کرانے سے صحابہ کرامؓ کی عظمت کردار اور ان کی دینی حمیت مجروح ہوتی ہے اور شیعوں کا مقصد بھی یہی ہے لیکن یہ ہمارے سوچنے کی بات ہے کہ واقعہ ایسا ہے یا نہیں؟ تو حقیقت یہ ہے کہ **یہ حق و باطل کا تصادم نہیں تھا**۔ یہ کفر و اسلام کا معرکہ نہیں تھا۔ **یہ اسلامی جہاد نہ تھا** اگر ایسا ہوتا تو اس راہ میں حسینؓ اکیلے نہ ہوتے ان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا تعاون بھی انہیں حاصل ہوتا جن کی پوری

خاطر نہیں اعلاءِ کلمۃ اللہ میں گزریں۔ جو ہمہ وقت
باطل کے لئے شمشیر بر ہنہ اور کفر و ارتداد کے
لئے خدائی للکار تھے۔ یہ تصادم دراصل
سیاسی نوعیت کا تھا۔"

(الاعتصام لاہور ۱۵ر جنوری ۱۹۷۶ء صلا)

الفرقان :- اگر اہلحدیثوں کے اس تصور کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو شہدائے کربلا کی عظمتِ کردار یقیناً مجروح ہوگی۔ کیا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عدم شمولیت کی کوئی اور وجہ تلاش نہیں کی جا سکتی؟ تحقیق کا میدان بہت وسیع ہے۔

۵۔ "امام" اور "علیہ السلام" پر اہلحدیثوں کا اعتراض

ہفت روزہ الاعتصام لاہور لکھتا ہے کہ :-

"اہلسنت کی اکثریت حضرت حسین رضی اللہ
عنہ کو بلا سوچے سمجھے "امام حسین علیہ السلام"
بولتی ہے حالانکہ سیدنا حسینؓ کے ساتھ امام
کا لفظ بولنا اور اسی طرح رضی اللہ عنہ کی بجائے
علیہ السلام کہنا بھی شیعیت ہے......
دراصل یہ شیعیت کا وہ اثر ہے جو غیر شعوری
طور پر ہمارے اندر داخل ہو گیا ہے۔ اس لئے
یاد رکھئے کہ چونکہ شیعوں کا ایک بنیادی مسئلہ
امامت کا بھی ہے اور امام ان کے
نزدیک انبیاءؑ کی طرح منجانب اللہ
نامزد اور معصوم ہوتا ہے حضرت حسینؓ
بھی ان کے بارہ ۱۲ اماموں میں سے ایک امام
ہیں اس لئے ان کے لئے امام کا لفظ بولتے
ہیں۔ ہمارے نزدیک وہ ایک صحابیٔ رسول ہیں
امام معصوم نہیں۔ نہ ہم شیعوں کی امامت
معصومہ کے قائل ہی ہیں۔ اس لئے ہمیں انہیں
دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح "حضرت حسین رضی اللہ
عنہ" لکھنا اور بولنا چاہیئے۔ "امام حسین
علیہ السلام" نہیں۔ کہ یہ شیعوں کے معلوم
عقائد اور مخصوص تکنیک کے غماز ہیں۔"

(الاعتصام ۲۵ر جنوری ۱۹۷۶ء صف)

الفرقان :- ہم نہیں کہہ سکتے کہ اہلحدیثوں نے شیعیت کے "اثر" سے بچنے کے لئے جو طریق تجویز کیا ہے۔ وہ مفید ثابت ہوگا یا نہیں؟

۶۔ آج کے مسلمانوں کی حالت۔

ماہنامہ "خدام الدین" لاہور لکھتا ہے کہ :-

"آج مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ بے سمجھی
کی بنیاد پر ایسی حرکتیں کرتے ہیں کہ سیدھے
جہنم کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔ دل سے
تصدیق بھی کرتے ہیں اور زبان سے اقرار بھی
کرتے ہیں۔ لیکن دین اسلام کو اپنا مسلک
اور دستور العمل نہیں بناتے۔"

(رسالہ خدام الدین لاہور ۲۹ر نومبر ۱۹۷۴ء ص۱۶)

الفرقان :- قول و عمل کا یہ تضاد ہی قوموں کی ناکامی اور محرومی کا باعث بن جاتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ کیا علماء دوسری اشتعال انگیزیوں کو چھوڑ کر انہیں ایسی حرکتوں سے نہیں روک سکتے؟

۷۔ سردار دیوان سنگھ مفتون کا اسلام ہمارے اسلام سے بہتر تھا؟

روزنامہ نوائے وقت کے سراپے نویس نے لکھا ہے کہ:۔
"جب آنجہانی سردار دیوان سنگھ مفتون کا
وہ انٹرویو جو کئی پاکستانیوں نے دیکھا ہو گا
جو امرتسر ٹیلی وژن نے ان کے انتقال سے
چند روز قبل ریکارڈ کیا تھا تو بعض مسلمانوں
کے پسینے چھوٹ گئے اور وہ اس سوچ
میں پڑ گئے کہ سردار جی کو رسولِ کریمؐ کے جن
دو ارشادات نے بہت متاثر کیا اُن کے
آئینہ میں ہم اپنی زندگی کے خدوخال دیکھیں
تو سردار جی کا ۲۵ فیصد اسلام ہمارے اسّی فیصد
اسلام سے بہتر ہے جو ہمیں ورثے میں ملا
ہے اور بہ جبر و اکراہ جس کے ہم نام لیوا ہیں۔"
(نوائے وقت لاہور ۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۷۴ء)

الفرقان:۔ اس موقعہ پر قرآنی آیت رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ۔ پر غور کرنے کی ضرورت ہے

۸۔ فتویٰ کفر پر سرسیّد کا لطیف جواب

لکھا ہے کہ:۔
"سرسید احمد خان کے خلاف کفر کے فتوے
شروع ہوئے تو بعض فتوے بڑی کوشش
اور کاوش سے منگائے گئے اور سارے
ہندوستان میں شائع کئے گئے۔ ایک بزرگ
نے سرسید کے خلاف محض کفر کا فتویٰ حاصل
کرنے کے لئے حج کا ارادہ کیا۔ جب وہ واپس
آئے تو سرسید نے ان کے متعلق لکھا:۔
"مولوی ...... ہماری تکفیر کا فتویٰ لینے
کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے چنانچہ
ہمارے کفر کی بدولت ان کو حج نصیب ہوا
سبحان اللہ! ہمارا کفر بھی کیا کفر ہے۔"
(ہفت روزہ ہلال راولپنڈی ۔ دسمبر ۱۹۷۴ء)

الفرقان:۔ انسان کا اپنا اپنا نقطۂ نگاہ ہوتا ہے

۹۔ "مسلمان اسلامی اقدار کو تباہ کر رہے ہیں"

اسلامی یونیورسٹی محمدی شریف میں خطاب کرتے ہوئے میاں طفیل محمد امیر جماعت اسلامی نے کہا:۔
"اس وقت دنیا پر حکمرانی کرنے والی طاقتیں
اپنی تمام تر قوتیں اپنے نظریات اور اقدار
کی بالادستی کے لئے صرف کر رہی ہیں۔ تمام
عیسائی قومیں مل کر ہمارے ملک میں اپنی
شاخیں اور شعبے قائم کر رہی ہیں۔ جبکہ
ایک وقت وہ تھا کہ ہم مسلمان
پوری دنیا میں تبلیغ کا کام کرتے
تھے۔ لیکن افسوس کہ ہماری قوم اور
حکومت اب اس فرض سے غافل ہے
اور آج ہماری طاقتیں اسلامی اقدار
کو تباہ کرنے کے لئے صرف ہو رہی ہیں"
(نوائے وقت لاہور ۔ ۳۱ جنوری ۱۹۷۵ء)

الفرقان :- آج خود تبلیغ کرنا تو در کنار، تبلیغ اسلام کرنے والی جماعت احمدیہ کو تبلیغ سے روکنا نصب العین قرار دیا جا رہا ہے۔ واقعی آج ان لوگوں کی طاقتیں "اسلامی اقدار کو تباہ کرنے کے لئے صرف ہو رہی ہیں" اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت کا سامان پیدا فرمائے۔ آمین!

۱۰- ہر مسلمان کہلانے والے کیلئے قابلِ قبول نصابِ دینیات

ماہنامہ "الحق" اکوڑہ خٹک استفسار کرتا ہے کہ:-

"کیا ایسا کوئی نصاب ہو سکتا ہے جو مسلمانوں اور قادیانیوں دونوں کے نزدیک قابلِ قبول ہو؟ اگر نہیں تو سنیوں اور شیعوں کا نصابِ دینیات ایک۔ اور دونوں کے نزدیک قابلِ قبول کیسے ہو سکتا ہے؟"

(الحق- جنوری ۱۹۷۵ء صہ۱۹)

الفرقان :- اگر نیت درست ہو تو یقیناً ہر کلمہ گو کے لئے ایک نصابِ دینیات ہو سکتا ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب مسلمانوں کے لئے ایک متفق علیہ نصابِ دینیات موجود ہے۔ اگر ذاتی تعصب اور ہوائے نفس کی پیروی ترک کر دی جائے تو سنیوں، احمدیوں اور شیعوں سب کا ایک نصابِ دینیات تجویز کیا جا سکتا ہے۔ واللہ الموفق!

۱۱- پاکستان کو "شیعہ سلطنت" بنانے کا منصوبہ؟

مولوی محمد اسحاق صاحب آف کراچی لکھتے ہیں کہ:-

"حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کو شیعہ سلطنت اور یہاں کے سنیوں کو شیعہ بنانے کا منصوبہ تو پاکستان بننے سے پہلے ہی بنا لیا گیا تھا مگر ہمارے زعماء کی بے حمیتی اور سادہ لوحی کی وجہ سے دین سے ناواقف عوام اہلِ سنت غفلت میں مبتلا رہے اور آج بھی انہیں وجوہ سے ہم دامِ تزویر میں پھنسے ہوئے ہیں۔"

(الحق- جنوری ۱۹۷۵ء صہ۱۶)

الفرقان :- اس قسم کے بے بنیاد اوہام ہی قوموں اور فرقوں میں تفرقہ و تصادم پیدا کرتے ہیں۔ جب سب کلمہ گوؤں کے باہمی اتحاد سے پاکستان معرضِ وجود میں آیا ہے تو ہر فرقہ کو پنپنے اور ترقی کرنے کے مواقع یکساں طور پر حاصل ہونے چاہئیں۔

اقتباسات

سید ابو الاعلیٰ مودودی اپنی کتاب "مسلمان اور سیاسی کشمکش" میں لکھتے ہیں:-

(۱) "یہ انبوہِ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق اور باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے"

اس لئے یہ مسلمان ہیں۔ نہ انھوں نے حق کو حق جان کر تسلیم کیا ہے نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے۔ ان کی کثرتِ رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی اسلام کے راستہ پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابلِ داد ہے۔"

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم ص۱۳۰)

(۲) "جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے دودھ کو بلو کر مکھن نکالا جاتا ہے۔ اگر دودھ زہریلا ہو تو اس سے جو مکھن نکلے گا قدرتی بات ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ زہریلا ہوگا...... پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومتِ الٰہی قائم ہو جائے گی ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی۔" (ایضاً صفحہ ۱۳۲)

(۳) "یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب و یابس سے بھری ہوئی ہے کیرکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافروں میں پائے جاتے ہیں۔ اتنے ہی اس قوم میں بھی موجود ہیں۔ عدالتوں میں جھوٹی گواہیاں دینے والے جتنے کافر قوم فراہم کرتی ہے غالباً اسی تناسب سے یہ بھی فراہم کرتی ہے رشوت، چوری، زنا، جھوٹ اور دوسرے تمام فواحشِ اخلاق میں یہ کفار سے کچھ کم نہیں ہے۔" (ایضاً ص۱۶۶) - مرسلہ: محمد احمد عشرت

قواعد و ضوابط

- ماہنامہ الفرقان ربوہ کا سالانہ چندہ دس روپے ہے۔ رسالہ پیشگی چندہ وصول ہونے پر جاری کیا جاتا ہے یا وی پی کرنے کی اجازت دی جائے۔ وی پی کی صورت میں خریدار کو ایک روپیہ دس پیسے زائد ادا کرنے پڑتے ہیں۔
- رسالہ کی تاریخ اشاعت ہر ماہ کی پندرہ تاریخ مقرر ہے۔
- اندرونِ ملک ایک عشرہ تک رسالہ نہ ملنے کی اطلاع آنے پر رسالہ دوبارہ بھیجا جا سکتا ہے۔ دفتر پوری چھان بین کے ساتھ رسالہ پوسٹ کرتا ہے۔
- جو خریدار تبدیلی پتہ کی اطلاع بروقت نہ دیں گے انھیں اگر نئے پتہ پر رسالہ نہ ملے تو وہ قیمتاً طلب فرما سکتے ہیں۔
- سالانہ چندہ دفتروں کی معرفت کی بجائے براہِ راست بذریعہ منی آرڈر مینیجر الفرقان ربوہ کے نام ارسال فرمائیں۔ (مینیجر الفرقان ربوہ)

دیدہ زیب ملبوسات بہترین ڈیزائن

ہماری دکان پر تقریباً ہر قسم کے دیدہ زیب ملبوسات بہترین ڈیزائنوں میں دستیاب ہیں مثلاً K.T۔ ٹائیٹرون۔ شرٹنگ۔ ٹیکسٹائل۔ خلیفہ ٹاسٹر فلیٹ۔ ٹاسرکیں۔ لنگھائی۔ کڑھائی سوٹ۔ رچاوس و شنمور پرنٹ۔ لون وائل۔ کیمرک۔ کاٹن پلین و پرنٹ۔ لٹھا۔ پاپلین وغیرہ۔ مناسب دام۔

دیانتداری ہمارا نصب العین ہے

موہن کلاتھ ہاؤس گولبازار ربوہ
فون نمبر ۵۱۷

ہر قسم کا سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور

گنپت روڈ - لاہور

کو یاد رکھیے

اسلام کی روز افزوں ترقی کا آئینہ دار

تحریک جدید (ربوہ)

آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں

— : اور : —

غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں

چندہ سالانہ: پانچ روپے - (مینیجنگ ایڈیٹر)

مفید اور مؤثر دوائیں

نور کا جل

ربوہ کا مشہور عالم تحفہ
آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کیلئے نہایت مفید
خارش - پانی بہنا - سرخی - ناخونہ - ضعف بصارت
وغیرہ امراض چشم کے لئے نہایت ہی مفید ہے۔
عرصہ ساٹھ سال سے استعمال ہو رہا ہے۔
قیمت فی شیشی - سوا روپیہ

تریاق اٹھرا

اٹھرا کے علاج کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی کی
بہترین تجویز جو نہایت عمدہ اور اعلیٰ اجزا کے
ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔ اٹھرا بچوں کا مردہ
پیدا ہونا۔ پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جانا
یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ یا لاغر ہونا۔ ان
تمام امراض کا بہترین علاج ہے۔ قیمت: پندرہ روپے

خورشید یونانی دواخانہ (رجسٹرڈ)

گول بازار ربوہ۔ فون نمبر ۵۳۸

الفردوس

انار کلی میں لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی دکان ہے

الفردوس

۸۵ - انار کلی ــــ لاہور

"الفضل" ربوہ

روزنامہ

ہمارا آپ کا اور سب کا اخبار

اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے اقتباسات، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور خطبات، علماء سلسلہ کے اہم مضامین۔ بیرونی ملکوں میں جماعت کی تبلیغی مساعی کی تفاصیل اور اہم ملکی اور عالمی خبریں شائع ہوتی ہیں۔ آپ خود بھی یہ اخبار پڑھیں اور دوسروں کو بھی مطالعہ کے لئے دیں۔ اس کی توسیع اشاعت جماعت کا فرض ہے۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

سرزمین قادیان کا

اوّلیت دواخانہ

جسے ۱۹۱۱ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے قائم فرمایا۔

قدیمی ـــ اوّلین ـــ شہرۂ آفاق

حبّ اطہر (رجسٹرڈ)

مکمل کورس :- ـــ بیس روپے

دوائی خاص - زنانہ امراض کا واحد علاج

دوا اونس کی قیمت - دس روپے ۱۰/-

زُدجام عشق - طاقت کی لاثانی دوا قیمت ۴۰ گولی بیس روپے ۲۰/-

حبّ مفید النساء - بے قاعدگی کا بہترین علاج - دس روپے ۱۰/-

نرینہ اولاد گولیاں - انعام خداوندی قیمت فی کورس پچیس روپے ۲۵/-

حبّ مسان - سوکھے کی مجرّب دوا - قیمت پانچ روپے ۵/-

معین الصحت - تلی بھیں - خرابی جگر اور یرقان کا علاج

قیمت - دس روپے ۱۰/-

ہمارا اصول :- • صاف ستھرے اجزا • دیانتدارانہ دوا سازی • عمدہ پیکنگ • مناسب قیمت • مخلصانہ مشورہ - اور اسی اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپ کی خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں

حکیم نظام جان اینڈ سنز

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ ۔ بالمقابل ایوان محمودؓ - ربوہ

طابع وناشر: ابو العطاء جالندھری - پرنٹر: سید عبد الحی - مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ - مقام اشاعت: دفتر الفرقان ربوہ